اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔

اللہ اکبر — الصلوٰۃ غلام احمد قادیانی

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی للعہ — قیمت فی پرچہ ۱ر

نمبر ۴۷	مورخہ ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۸ر رجب سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۲۹ء

۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء جلسہ قادیان میں منعقد ہوگا

اس سال جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء سے شروع ہوگا۔ اور ۲۶ دسمبر سے ریٹرن ٹکٹ ہر سٹیشن سے مل سکینگے۔ اور احباب یکم جنوری تک اسی ٹکٹ پر واپس ہو سکینگے۔ یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ جس سے ہر ایک درجہ کے آمدورفت کے اصل کرایہ کا ۳/۴ بچ رہتا ہے۔ مثلاً اگر کسی ریلوے اسٹیشن سے قادیان مغلاں تک اور قادیان مغلاں سے واپس اسی ریلوے اسٹیشن تک کا کرایہ ریلوے تھرڈ کلاس دو روپے ہو۔ تو ریٹرن ٹکٹ صرف سوا روپیہ میں آمدورفت کے لئے ملیگا۔ اور یہ ٹکٹ یکم جنوری تک کار آمد ہوگا۔ پس احباب کو نہ صرف خود اپنے کاروبار سے فراغت حاصل کر کے جلسہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ بلکہ غیر احمدی احباب کو بھی بکثرت ہمراہ لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چونکہ اسٹیشن کا نام "قادیاں مغلاں" رکھا گیا ہے اس لئے اسی نام کا ٹکٹ طلب کرنا چاہیئے۔

افسوس ہے۔ کہ بعض وجوہ سے پروگرام اس سال تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ مقرر حضرات کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا چکی ہے۔ لیکن اگر کسی صاحب کو خط نہ ملا ہو۔ تو اب مطلع رہیں۔ اور اپنا مضمون نہایت عمدگی کے ساتھ تیار کریں۔ جسے وقت معینہ کے اندر اندر ختم کر سکیں۔

پروگرام اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

باوجود اس کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو انفلوئنزا کی تکلیف کے باعث ۸ دسمبر کی رات بہت تکلیف رہی۔ حضور نے ۹ دسمبر احمدی خواتین کے مجمع میں جلسہ سالانہ کے متعلق تقریر فرمائی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

لوکل جماعت احمدیہ قادیان کے ذمہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اخراجات جلسہ سالانہ کی جو رقم تجویز فرمائی تھی۔ وہ الحمد للہ پوری ہو گئی۔ اس چندہ کی وصولی میں ۵ دسمبر تک جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کرنے کے لئے جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جناب مولوی شیر علی صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب و دیگر اصحاب نے وفد بنا کر جمعہ کی صبح گشت کی۔ اور نماز جمعہ سے پہلے پہلے بفضلہ مقررہ رقم سے زیادہ کرنے کا انتظام ہو گیا۔

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ یکم دسمبر سیرالیون سے قادیان آنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

پہلا دن (جمعہ) ۲۷ دسمبر

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد

وقت	مضمون	لیکچرار
۹ ۳/۴ بجے سے ۱۰ ۱/۴ بجے تک	تلاوت قرآن کریم	
۱۰ ۱/۴ " ۱۰ ۳/۴ "	افتتاح و دعاء	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
۱۰ ۳/۴ " ۱۱ ۱/۴ "	خطبہ استقبالیہ	ناظر صاحب ضیافت
۱۱ ۱/۴ " ۱۲ ۱/۴ "	حضرت مسیح موعود کے خلاف جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے جوابات	ابوالعطاء جناب مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل

نماز جمعہ و عصر ۱۲ ۱/۴ بجے سے ۲ ۱/۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ایم ایل سی

وقت	مضمون	لیکچرار
۲ ۱/۲ بجے سے ۲ ۳/۴ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۲ ۳/۴ " ۳ ۳/۴ "	ہندو تمدن اور ہندوستان پر اس کے اثرات	جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے مبلغ انگلستان
۳ ۳/۴ " ۴ ۳/۴ "	حضرت مسیح موعود کی سیرت اور آپ کی تعلیم عفو کے متعلق	جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے

دوسرا دن (ہفتہ) ۲۸ دسمبر

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن

وقت	مضمون	لیکچرار
۹ ۳/۴ بجے سے ۱۰ ۱/۴ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ ۱/۴ " ۱۱ ۱/۴ "	حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو اخلاق اور روحانیت کے کس مقام پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سیاحت یورپ و بلاد اسلامیہ
۱۱ ۱/۴ " ۱۲ ۱/۴ "	مسئلہ سود	جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور
۱۲ ۱/۴ " ۱ ۱/۴ "	ختم نبوۃ	جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل مبلغ اسلام

نماز ظہر و عصر ۱ ۱/۴ بجے سے ۲ ۱/۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

۲ ۱/۲ بجے سے ۳ بجے تک | تلاوت قرآن کریم و نظم

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ جو تین بجے شروع ہوگی

تیسرا دن (اتوار) ۲۹ دسمبر

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب پیر اکبر علی صاحب ایم ایل سی

وقت	مضمون	لیکچرار
۹ ۳/۴ بجے سے ۱۰ ۱/۴ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ ۱/۴ " ۱۱ ۱/۴ "	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان	جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ
۱۱ ۱/۴ " ۱۲ ۱/۴ "	برہمو ازم اور اسلام	جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ایم ایل سی
۱۲ ۱/۴ " ۱ ۱/۴ "	اناجیل کی تاریخی حیثیت	جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ و انگلستان

نماز ظہر و عصر ۱ ۱/۴ بجے سے ۲ ۱/۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

۲ ۱/۲ بجے سے ۳ بجے تک | تلاوت قرآن کریم و نظم

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ جو تین بجے شروع ہوگی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ

پہلا دن (جمعہ) ۲۷ دسمبر

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰ ۱/۲ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰ ۱/۲ " ۱۱ ۱/۲ "	فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ
۱۱ ۱/۲ " ۱۲ ۱/۲ "	حفظان صحت	جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب
۱۲ ۱/۲ " ۱ "	اسلام اور مغربی عورت	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

دوسرا دن (ہفتہ) ۲۸ دسمبر

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰ ۱/۲ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰ ۱/۲ " ۱۱ "	احمدیت نے عورتوں کے متعلق کیا کیا	محترمہ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
۱۱ " ۱ "	تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ	
۱ " ۱ ۱/۲ "	انسانی زندگی کا مقصد	محترمہ سیدہ عنایت بیگم صاحبہ سیالکوٹ
۱ ۱/۲ " ۲ "	کفایت شعاری	محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ پشاور

تیسرا دن (اتوار) ۲۹ دسمبر

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰ ۱/۲ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰ ۱/۲ " ۱۱ "	خصوصیات احمدیت	محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب لائل پور
۱۱ " ۱۱ ۱/۲ "	وفات مسیح ناصری علیہ السلام	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری
۱۱ ۱/۲ " ۱۲ ۱/۲ "	شفقت	جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۱۲ ۱/۲ " ۱ ۱/۲ "	بد رسومات کی اصلاح	جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی
۱ ۱/۲ " ۲ "	صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	محترمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

مجوزہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی

ہندوستان کے لئے نیا آئینی نظام ترتیب دینے کے تبادلہ خیالات کے لئے وائسرائے ہند کی طرف سے ایک گول میز کانفرنس کے انعقاد کا جو اعلان ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق یقینی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کب منعقد ہوگی۔ لیکن حالات پیش آمدہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس میں اب زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ اور بعض اخبارات کے بیانات کے مطابق حکومت نے نمائندگان کانفرنس کے نام بھی آہستہ آہستہ تجویز کرنے شروع کر دئے ہیں۔

کانفرنس کا اعلان ہوتے ہی مسلم لیڈروں نے حکومت کو متنبہ کر دیا تھا۔ کہ منتخب شدہ نمائندے حقیقی اور صحیح نمائندے ہوں۔ یہ نہ ہو۔ کہ کسی خاص فرقہ یا جماعت کی غوغا آرائی اور ایجی ٹیشن سے مرعوب یا متاثر ہو کر اسے تو غالب نمائندگی دے دی جائے۔ اور جو جماعتیں ایسا نہ کر سکیں۔ یا ایک یا دوسری وجہ سے ایسا کرنا پسند نہ کریں۔ انہیں بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ امر بھی واضح کر دیا تھا۔ کہ اگر اس بات کا اہتمام نہ کیا گیا۔ کہ تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہو سکے۔ تو ایسی کانفرنس کی کامیابی یقیناً شک میں رہے گی۔ اور اس کے تجویز کردہ آئین کو رائے عامہ کی قبولیت کبھی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ جوں جوں اس کانفرنس کے انعقاد کا وقت قریب آرہا ہے۔ ہندوستان کی مختلف سیاسی پارٹیاں اپنے اپنے نقطۂ خیال سے نمائندوں کے متعلق اظہار رائے کر رہی ہیں۔ نہرو رپورٹ کے حامیوں کی تو یہ کوشش ہے۔ کہ اس کانفرنس میں ہندو مسلمانوں کے وہی نمائندے شریک ہوں۔ جو نہرو رپورٹ کے حامی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں نہرو رپورٹ کے مخالف مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو نہرو رپورٹ کے حامی ہیں۔ انہیں قطعاً بطور نمائندہ منتخب نہ کیا جائے۔

ہمارے نزدیک یہ دونوں فریق غلطی پر ہیں۔ اور دونوں انصاف سے کام لینے کی بجائے ذاتی خواہشات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ افسوس ہے۔ ان لوگوں نے یہ بات قطعاً نظر انداز کر دی ہے۔ کہ اگر حامیان نہرو رپورٹ کے کسی فیصلہ کو وہ مسلمان جو اس کے مخالف ہیں۔ منظور کرنے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے۔ تو یہ کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ مخالفین نہرو رپورٹ کے فیصلہ کو حامیان رپورٹ تسلیم کر لیں گے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ایسے لوگوں کی تعداد مسلمانوں میں بہت قلیل ہے۔ جو نہرو رپورٹ کے حامی ہیں۔ لیکن ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان میں سے جو لیڈر ہیں۔ وہ جان بوجھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے نہرو رپورٹ کی تائید کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ جن کی نیک نیتی پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس صورت میں یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایسی اہم کانفرنس سے انہیں بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اور پھر یہ توقع رکھی جائے۔ کہ وہ کسی طرح روکاوٹ کا باعث نہ بنیں گے۔ ہاں چونکہ ایسے لوگ دوسروں کے مقابلہ میں قلیل التعداد ہیں۔ اس لئے یہ مطالبہ بے شک صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ مسلمانوں میں اکثریت نہرو رپورٹ کی مخالف ہے۔ اس لئے نمائندوں کی کثیر تعداد ایسے ہی لوگوں سے چنی جائے۔ جو نہرو رپورٹ کے مؤید نہ ہوں۔ لیکن مؤیدین کو بھی نمائندگی کا حق ضرور دیا جائے۔ یہ ایک ایسا مطالبہ ہے۔ جسے کوئی معقول پسند غیر موزوں نہیں قرار دے سکتا۔ لیکن یہ کوشش کرنا کہ ایک ہی خیال کے لوگ مسلمانوں کی طرف سے نمائندے منتخب ہو کر جائیں۔ اور دوسرے خیال کے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ایسی بات ہے۔ جو ایک نئے فساد اور نئے جھگڑے کا دروازہ کھول دے گی۔ پس ضروری ہے۔ کہ انہیں بھی ان کی تعداد کے تناسب سے شامل کیا جائے۔ مثلاً اگر مسلمانوں کے کل چھ نمائندے تجویز ہوں۔ تو ان میں سے صرف ایک نشست ان لوگوں کو دی جائے۔ کیونکہ وہ بھی ایک آواز رکھتے ہیں۔ اور ان کا حق بھی ہے کہ اپنے خیال کے مطابق مسلمانوں کے لئے جو تجویز بہتر سمجھتے ہوں۔ اسے پیش کریں۔

اگر ان لوگوں کا یہ خیال ہوتا۔ کہ مسلمانوں کو کوئی حق ملنا ہی نہیں چاہیئے۔ تو بے شک مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ انہیں کسی صورت میں بھی آگے نہ آنے دیتے۔ اور اس صورت میں کوئی عقلمند انہیں اسلامی نمائندہ کی حیثیت سے طلب بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ان کا یہ خیال نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ نہرو رپورٹ ہے گویا وہ بھی مسلمانوں کی خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں۔ اور جب تک اسکے خلاف کوئی خاص ثبوت نہ ہو۔ کسی کا کوئی حق نہیں۔ کہ انہیں بددیانت کہے ان کی رائے گو اسلامی رائے عامہ کے خلاف ہے۔ لیکن ان کا نقطۂ نگاہ بھی اسلامی ہے۔ ہندو نہیں۔ پس جس طرح ہم یہ نہیں پسند کرتے۔ کہ کوئی دوسرا ہمارا حق لے لے۔ اسی طرح ہمیں بھی دوسروں کا حق انہیں دینے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

غرض ان کے تناسب کے لحاظ سے انہیں بھی حق نمائندگی ضرور ملنا چاہیئے۔ تناسب کا پتہ عام ملکی رائے سے بآسانی لگ سکتا ہے۔ لیکن یہ کوشش کہ وہ بالکل شامل نہ ہوں۔ امن اور صلح و آشتی کا طریق نہیں بلکہ ایک مستقل فساد کے مترادف ہے۔ مسلمان جب تک اختلاف رائے کو عناد۔ نفرت اور علیحدگی کا باعث بنانے سے باز نہیں آئیں گے۔ وہ کبھی کوئی تحریک کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔ مخالف رائے رکھنے والے کو دشمن نہیں۔ بلکہ اپنا بھائی ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور اسے موقعہ دینا چاہیئے کہ وہ بھی پوری طرح اپنی آواز بلند کر سکے۔ پھر باہمی افہام و تفہیم کے بعد جو راستہ مناسب ہو۔ اسے اختیار کیا جائے۔ ایک ہی خیال کی نمائندگی کسی صورت میں بھی مفید نہیں ہو سکتی۔

گاندھی جی کا مقرر کردہ ٹرسٹ

ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے اپنے اخبارات ینگ انڈیا اور نوجیون ہندی و گجراتی اور نوجیون پرنٹنگ پریس کو ایک وقف نامہ کی رو سے رفاہ عام کے لئے وقف کر کے ایک ٹرسٹ کے حوالہ کر دیا ہے۔ جس کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ

"اس ادارہ کو حصول سوراج کے لئے عدم تشدد کی تبلیغ۔ کھدر کے لئے پروپیگنڈا۔ فرقہ وارانہ اتحاد۔ اور **گائے کے تحفظ کو پیش نظر رکھ کر چلائیں۔ چھوت چھات کو دور کریں۔ ہندی کو قومی زبان بنانے کے لئے** ملک سے انگریزی کے غیر فطری غلبہ کو برطرف کریں۔" (زمیندار ۳۔ دسمبر ۱۹۲۹ء)

گاندھی جی نے اس ٹرسٹ کے نہ صرف تمام کے تمام ٹرسٹی ہندو تجویز کر کے یہ ظاہر کیا۔ کہ مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کے بڑے بڑے دعوے کرنے کے بعد انہیں سارے ہندوستان میں سے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آیا۔ جو رفاہ عام کے کام میں حصہ لینے کے قابل ہو۔ بلکہ اس ٹرسٹ کے جو فرائض مقرر کئے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہیں۔ گاندھی جی کا رفاہ عام کے لئے ٹرسٹ مقرر کر کے اسے "گائے کے تحفظ کو پیش نظر رکھ کر" چلانا اور ہندی کو قومی زبان بنانے کے لئے کوشش کرنا اس کے فرائض میں داخل کرنا ان کی ذہنیت کو بخوبی آشکارا کر رہا ہے۔ گاندھی جی نے ہندی کو قومی زبان بنانے کے لئے کہا تو یہ ہے۔ کہ انگریزی کے غیر فطری غلبہ کو برطرف کیا جائے۔ لیکن یہ دراصل اردو کو مٹانے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ انگریزی کی ترویج تو خود اس ادارہ کا فرض ہے۔ جبکہ ینگ انڈیا انگریزی میں ہی شائع کیا جاتا ہے۔ باقی رہی گائے کی حفاظت اس کا بھی براہ راست مسلمانوں سے ہی تعلق ہے اور انہیں کے حقوق میں دست اندازی کی جائے گی۔

جب ہندوستان کے سب سے بڑے قوم پرست لیڈر کی ذہنیت کا یہ حال ہو۔ تو پھر کسی اور سے کیا گلہ ہو سکتا ہے۔

تعدد ازدواج کے خلاف ہندوؤں کی سرگرمیاں

ساردا بل کو اپنی اکثریت اور حکومت کی مدد سے پاس کرانے کے بعد ہندوؤں کی طرف سے دوسرے ایسے امور کے خلاف بھی کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔ جو خالص اسلامی تمدن سے تعلق رکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں پنجاب برہمو سماج سوشل کانفرنس میں تعدد ازدواج کے مسئلہ پر غور کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اب سٹیٹسمین (۲۱ نومبر) لکھتا ہے کلکتہ میں آنریبل مسز پی۔ سی متر اکی صدارت میں پریذیڈنسی کونسل آف ویمن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے۔ مسٹر ڈی۔ سی۔ گھوش نے کہا ان خرابیوں میں سے جن کی اصلاح کے لئے قانون کی امداد حاصل کی جا سکتی ہے۔ تعدد ازدواج کا نمبر پہلا ہے۔ مسٹر گھوش نے اپنی تقریر میں کہا۔ ہندوؤں میں یہ رسم بالکل نہیں پائی جاتی لیکن یہ نہیں بتایا۔ اس کے باوجود انہیں اس کے خلاف ایجی ٹیشن کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ مگر ان کے نزدیک یہ کوئی نقص ہے۔ تو انہیں اس سے مطمئن رہنا چاہئے۔ کہ وہ اس سے پاک ہیں مسلمانوں میں یہ رسم پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ اسے نقص نہیں۔ بلکہ ضرورت کے لحاظ سے ایک نہایت ہی مفید بات یقین کرتے ہیں۔ ہندوؤں کو اپنے ہاں کی بے شمار ایسی خطرناک سوشل اور دھارمک خرابیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے جن کی اصلاح کے لئے ان کی کئی پشتوں کی سرگرمیاں بھی ناکافی ہوں گی۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ خواہ مخواہ اسلامی تمدن سے قانون کا تصادم کرا کر ملک کے اندر بے چینی اور شورش پیدا کریں؛

ہندو دھرم میں مغربی تمدن کے پیوند

مسٹر گھوش نے بیان کیا ہے۔ اگرچہ ہندوؤں میں تعدد ازدواج کی رسم نہیں۔ لیکن اس کی وجہ رائے عامہ کی مخالفت ہے ورنہ قانون کے مطابق ایک ہندو جتنی شادیاں چاہے کر سکتا ہے اور ہندو قانون کو ایسی خرابیوں سے پاک کر دینا چاہئے۔ جن کی وجہ سے وہ مہذب لوگوں کی نظر میں قابل اعتراض ٹھیرتا ہے۔

ہندو قانون میں ایسی اجازت کا موجود ہونا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ ہندو دھرم کو قریب سے دیکھنے والے اسے دھرم کے مطابق سمجھتے تھے۔ اور مفید چیز خیال کر کے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں۔ تاہم اگر موجودہ ہندو اپنی عزت اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے دھرم میں مغربی تہذیب کے جا بجا پیوند لگاتے رہیں۔ تو شوق سے ایسا کریں اور ایسا کرنا ضروری بھی ہے۔ تا دنیا پر واضح ہو جائے۔ کہ یہ مذہب کسی علیم و خبیر ہستی کی طرف سے نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ کے لوگ اپنے اپنے حالات کے مطابق اس کی ترتیب دے لیتے رہے ہیں۔ لیکن اسلام کی یہ پوزیشن نہیں۔ اسلام عالم الغیب خدا کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ایک مکمل قانون اور ضابطہ ہے۔ جس میں کبھی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔

لالہ لاجپت رائے کے بُت کی شکست

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ کہ دو نوجوانوں نے لاجپت رائے نگر میں لالہ جی کے بت کو اینٹ مار کر کچھ نقصان پہونچا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہندو اخبارات کی طرف سے یہ پروپیگنڈا نہایت زور شور سے کیا جا رہا ہے۔ کہ حملہ آور مسلمان تھے اور اس کا ثبوت یہ دیا جا رہا ہے۔ کہ وہ رومی ٹوپیاں اور شلواریں پہنے ہوئے تھے۔ مگر ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم رومی ٹوپی یا شلوار پہننا چاہے۔ تو اسے کون روک سکتا ہے۔ ملزموں کی گرفتاری سے قبل ہندوؤں کا محض رومی ٹوپی اور شلوار کی وجہ سے مسلمانوں پر اتہام لگانا نہایت ہی غیر ذمہ وارانہ فعل ہے اس سے قبل مسٹر سانڈرس کے قتل پر بھی یہی شور مچایا گیا تھا۔ کہ قاتلوں نے رومی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ لیکن اس الزام میں جو لوگ ماخوذ ہیں۔ اور جن پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ ان میں سے ایک بھی مسلمان نہیں۔

ہندوستان میں ہڑتالیں

ہڑتال ایک ایسی لغو چیز ہے۔ جس سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ خصوصاً ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے تو یہ کبھی مفید نہیں ہو سکتی۔ حکومت ہند نے اس وجہ سے ایسے تنازعات کو روکنے کے لئے پچھلے دنوں ٹریڈ ڈسپیوٹ بل پاس کیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے حکومت ہند کے محکمہ صنعت و حرفت نے سہ ماہی مختتمہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کے صنعتی تنازعات کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں تحریر ہے۔ کہ اس دوران میں ہندوستان میں ۳۸ ہڑتالیں ہوئیں۔ جن میں قریب سوا چار لاکھ مزدوروں نے حصہ لیا۔ اور ان ہڑتالوں کی وجہ سے ۱۶۲۰۲۸۱۰ دن ضائع ہوئے۔ باوجود اس کے ان میں سے صرف چار ہڑتالیں کامیاب ہوئیں۔ اور باقی سب ناکام رہیں؛

اب غور کا مقام ہے۔ ہندوستان ایسے غریب ملک کے لئے اس قدر مدت کا ضائع ہونا کتنا نقصان دہ ہے۔ اگر ہڑتال کنندگان کی روزانہ مزدوری کی اوسط آٹھ آنہ بھی لگائی جائے۔ تو بھی ۱۶۲۰۲۸۱۰ ایام میں ہندوستان ایسے غریب اور فاقہ کش ملک کو تین ماہ کے قلیل عرصہ میں قریباً سوا تین کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا۔ اور اس کے مقابلہ میں فائدہ کچھ بھی نہ پہونچا۔ اگر یہ ہڑتالیں کامیاب ہو جاتیں۔ اور غریب مزدوروں کی اجرتوں میں اضافہ یا ان کے دیگر مطالبات تسلیم کئے جاتے جب بھی یہ بات تھی۔ کہ سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ اس معمولی قربانی کے مقابلہ میں انہیں جو مستقل فائدہ ہوا ہے۔ وہ بہت زیادہ ہے۔ لیکن ۳۸ میں سے ۴ یعنی قریباً ۱۱ فی صدی کامیابی بھی کوئی ایسی کامیابی ہے۔ جسے کچھ وقعت دی جا سکے۔ اس بیان میں درج ہے کہ پنجاب میں اس عرصہ میں کوئی ہڑتال نہیں ہوئی جس کی وجہ ہمارے خیال میں تو یہی ہے۔ کہ یہاں صنعتی ادارات کی تعداد نہایت ہی قلیل ہے۔

جاوا میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

عیسائی مشنریوں کے پاس چونکہ روپیہ کی کمی نہیں۔ اس لئے وہ سادہ لوح لوگوں کو پھانسنے کے لئے مختلف انواع و اقسام کے ہمرنگ زمین دام پھیلاتے رہتے ہیں۔ طبی امداد بھی ان ذرائع میں سے ایک ہے۔ جن سے اشاعت عیسائیت میں بہت بڑی مدد حاصل کی جاتی ہے۔ عیسائی مشنری جہاں جاتے ہیں۔ نہایت وسیع پیمانے پر ہسپتال اور شفاخانے جاری کر دیتے ہیں۔ اور حاجت مند لوگوں کو گھر بیٹھے تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

جاوا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جس میں کثرت آبادی مسلمانوں کی ہے۔ وہاں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ صرف وسط جاوا میں مشن کی طرف سے ۱۴ یورپین ڈاکٹر ۸۰ جاوی مرد۔ اور ۱۸۷ جاوی عورتیں بطور نرس اور ۲۵ دائیاں کام کر رہی ہیں۔ ایک وقت میں ۹۷۰ مریضوں کی رہائش کا ہسپتالوں میں انتظام کیا گیا ہے۔ ان میں گذشتہ سال ۸۰۴۱ مریض زیر علاج رہے۔ اسی طرح مغربی جاوا میں بھی چار ہسپتال کھولے جا چکے ہیں۔ ایک شہر ہوڈیوارنو میں بھی ایک نہایت شاندار ہسپتال جاری کیا گیا ہے۔ سالاٹیگا میں مشن کے اپنے دو ہسپتال ہیں۔ ایک سرکاری تھا۔ لیکن اسے بھی مشن نے اپنے انتظام میں لے لیا ہے۔ کیلٹ میں بھی ایک ہسپتال ایک کوڑھی خانہ ایک آنکھوں کا ہسپتال اور ایک عورتوں اور بچوں کا ہسپتال ہے۔

ایک چھوٹے سے جزیرہ میں عیسائی مشنریوں کی طرف سے صرف طبی امداد کے رنگ میں اس قدر اہتمام سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ دیگر ذرائع سے وہ کس رنگ میں کام لے رہے ہونگے۔ اور عیسائیت کو جو کچھ کامیابی ہو رہی ہے۔ وہ انہی ذرائع کی رہین منت ہے۔ نہ کہ کسی قسم کی روحانی کشش کی۔ اور یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ عیسائیت اپنے اندر کوئی کشش یا جذب نہیں رکھتی؛

لالہ لاجپت رائے کا بت اور ہندو اخبارات

ہمارے نزدیک لالہ لاجپت رائے کے بت پر حملہ کرنے والے نے کوئی بہادری اور ہوشمندی کا کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ محض ایک لغو فعل کا مرتکب ہوا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ بزدلی اور لغویت کے مرتکب وہ آریہ اخبارات ہو رہے ہیں۔ جو اس حملہ آور کی آڑ میں تمام مسلمانوں کے خلاف بیہودہ سرائی کر رہے ہیں۔ ہندوؤں کو کس نے روکا تھا کہ بت پر حملہ آوروں کو گرفتار نہ کریں۔ اور اب کون ان کی منت کر رہا ہے۔ کہ اصلی مجرموں کو گرفتار کرا کر سزا نہ دلوائیں۔ لیکن حملہ آور کے روز روشن میں بھ

وہی جمعیۃ العلماء ہند۔ جس نے بیک جنبش قلم سید حبیب صاحب مالک اخبار "سیاست" اور مولوی مظہر الدین صاحب مالک اخبار "الامان" کو ممبری سے خارج کر دیا تھا۔ اور انہیں ایک لفظ بھی جواب میں کہنے کا موقعہ نہ دیا تھا۔ اسی کے "ناظم" "جناب مولانا احمد سعید صاحب" نے خواجہ حسن نظامی صاحب سے ان کے خود جمعیۃ سے علیحدہ ہونے کے لئے استعفا دینے پر جس قدر منت وسماجت کی ہے۔ وہ نہ صرف حیرت انگیز ہے۔ بلکہ اس نے "جمعیۃ العلماء" کے وقار کو اگر کچھ تھا۔ تو خاک میں ملا دیا ہے۔

بھلا غور تو کیجئے۔ کجا "مولانا احمد سعید صاحب" جو مسلمانان ہند کے روحانی راہ نماؤں کے گروہ کے افسر اعلیٰ یعنی جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم اور کجا خواجہ حسن نظامی صاحب۔ جن کے متعلق اسی جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان "الجمعیۃ" حال ہی میں یہاں تک لکھ چکا ہے:۔

"ہندوستان کا سنجیدہ۔ متین اور تعلیم یافتہ طبقہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے۔ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کا وجود مسلمانان ہند کی توہین وتذلیل کا ایک مستقل ذریعہ بنا ہوا ہے۔ جب کبھی ملک کے اندر مسلمانوں سے متعلق کوئی مذہبی وسیاسی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب باوجود اپنی مسلمہ ناقابلیت وجہالت کے اس میں ضرور دخل در معقولات کر بیٹھے ہیں۔ اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ان کی بے موقعہ اب کشائی سے اسلام اور مسلمانوں کو کس قدر شدید نقصان پہونچ جائے گا۔ ہم ایک مدت سے یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب پروپیگنڈا کے ان تمام طریقوں کو جو انہیں ایک مشہور اشتہار باز اور پوسٹر نویس ہونے کی حیثیت سے حاصل ہو گئے ہیں۔ خود اپنی قوم کی بیخ کنی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر ان کی تلون مزاجی اور عدم استقلال کی یہ کیفیت ہے۔ کہ کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا۔ جس میں وہ اپنی کوئی نہ کوئی رائے نہ بدل دیتے ہوں۔ اور ان کا نسیان اس درجہ ترقی کر گیا ہے۔ کہ انہیں کل کا کہا آج اور آج کا کہا کل یاد نہیں رہتا۔ اس لئے ان کی جس قدر تحریریں شائع ہوتی ہیں انہیں دیکھ کر بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے۔ اور تعجب ہوتا ہے۔ کہ جو شخص مصور فطرت کہلاتا ہے۔ اس کے قلم سے ایسی متناقض ومتضاد اور غیر مربوط وبے معنی عبارتیں کیونکر نکلتی ہیں" (الجمعیۃ ۲۴ اکتوبر)

یہ ایک طویل مضمون کی جو "الجمعیۃ" کی تین اشاعتوں میں اس کے لمبے چوڑے صفحات پر شائع ہوا ہے۔ چند ابتدائی سطور ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جس مضمون کی تمہید یہ ہو۔ اس کی تفصیل کیا ہوگی۔ پس جس شخص کے متعلق "جمعیۃ العلماء ہند کا واحد ترجمان"

یہ کچھ لکھے۔ اسے "ناظم جمعیۃ العلماء" کا "محترم خواجہ صاحب" لکھنا اور یہ کہنا کہ "مجھے تو آپ سے یہ توقع تھی۔ کہ آپ اس موقعہ پر حکم بنکر باہمی تصفیہ کی کوشش فرمائینگے۔ نہ یہ کہ آپ روٹھ کر علیحدہ ہو جائیں گے" "جمعیۃ العلماء" کے وقار کو خاک میں ملانا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ "جمعیۃ العلماء" کا حق تو یہ ہے۔ کہ جسے چاہے۔ بغیر کوئی وجہ بتائے کان سے پکڑ کر رکنیت سے علیحدہ کر دے۔ وہ روحانی اور مذہبی اقتدار رکھتی ہے۔ نہ کہ عام انجمنوں کی طرح کی ایک انجمن ہے۔ لیکن ایک شخص جس کے بیسیوں عیب جمعیۃ کے ترجمان نے ابھی ابھی گنائے ہوں۔ اسے تو جمعیۃ کے پاس بھی نہیں پھٹکنے دینا چاہیئے۔ پھر اسے منت وسماجت سے منانے اور جمعیۃ العلماء کے لئے حکم تسلیم کرنے کے کیا معنی۔

جمعیۃ العلماء کے لئے یہی ذلت کچھ کم نہ تھی۔ جو اس کے ناظم صاحب نے اس کے لئے مہیا کی۔ لیکن خواجہ صاحب نے مایوس کن جواب دیکر رہی سہی کسر بھی نکال دی۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:۔

"جہاں تک مجھکو جمعیت کے اندرونی حالات اور اس کے بعض عہدہ داروں کے مخفی اعمال کا علم ہوا ہے۔ وہ ایسے ناگفتہ بہ ہیں۔ کہ میں ان کو شائع کرنا بھی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور خود اپنی شرکت بھی مجھکو جائز نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کے اس طبقہ کو مغالطہ ہوتا ہے۔ جس کو میری ذات پر اعتماد ہے"۔

اس کے ساتھ ہی خواجہ صاحب نے ناظم صاحب کو ان کی ذات کے متعلق "بحیثیت ایک قدیمی بچپن کے دوست اور نیاز مند ہونیکے" یہ مخلصانہ مشورہ دیا۔ کہ

"آپ جمعیۃ العلماء کی نظامت سے استعفا دیدیجئے۔ کیونکہ آپ صرف ایک واعظ ہیں۔ پورے مولوی نہیں ہیں۔ اور نہ آپکے حالات علماء کے تقوے اور علم سے موافق معلوم ہوتے ہیں"۔

لیکن پھر بھی ناظم صاحب خواجہ صاحب سے کبیدہ خاطر نہ ہوئے اور جواب میں لکھ بھیجا:۔

"میں اپنی دیرینہ نیازمندی پر قائم ہوں۔ اور الحمدللہ کہ آپ کا پورا خط پڑھنے کے بعد بھی میری نیازمندی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور اب بھی انشاء اللہ پہلی فرصت میں میں خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا"

"ناظم صاحب" کو خیال ہوگا۔ "قدیمی بچپن کے دوست" کی اس قدر لعن طعن برداشت کرنے اور "دیرینہ نیازمندی" میں فرق نہ آنے

دینے کا اقرار کرنے پر ضرور خواجہ صاحب کا دل پسیج گیا ہوگا اور وہ استعفا واپس لے لیں گے۔ لیکن وہ بڑے ہی سخت دل ہیں انہوں نے کسی بات کا لحاظ نہ کیا۔ اور پہلے سے بھی زیادہ زور سے اپنی علیحدگی پر زور دیتے ہوئے کسی صورت میں بھی رکنیت منظور نہ کی۔

ناظرین کرام حیران ہونگے۔ خواجہ صاحب کو کونسے ہیں۔ جن کی وجہ سے علماء کی جمعیت کے حضرت ناظم صاحب سخت سے سخت ریمارکس بخندہ پیشانی برداشت کرتے ہوئے علیحدگی گوارا نہیں کر سکتے۔ اور دیدہ دانستہ جمعیت کی رہے ہیں۔ کیوں خواجہ صاحب کے خلاف ان کے گستاخانہ خود بیان کردہ نقصان رسان افعال کی پاداش میں صاحب اور مولوی مظہر الدین صاحب سے بھی زیادہ سخت جاری نہیں کر دیتے۔

اسی جمعیۃ سے اور کئی مقتدر اصحاب مثلاً مفتی نائب صدر جمعیت۔ مولوی قطب الدین عبد الـ مولوی عبد الماجد صاحب وغیرہ نے جب استعفیٰ دے دیا کی واپسی پر کسی نے اصرار نہ کیا۔ بلکہ بڑی فراخ دلی اور خندہ سے انہیں منظور کر لیا گیا۔ اس امتیاز کی کیا وجہ ہے۔

اس کے متعلق ہم کسی ایرے غیرے کی قیاس آرائی وقعت نہیں دینا چاہتے۔ بلکہ آہن با آہن کو فن کے اصول رکھتے ہوئے ایک "جمعیۃ العلماء" کے "ناظم صاحب" کے متعلق "جمعیۃ العلماء" کے "صدر صاحب" کا بیان پیش کرتے ہیں:۔

"مولانا عبد الصمد مقتدری بدایونی صدر جمعیۃ العلماء ہند لکھتے ہیں" "خواجہ حسن نظامی صاحب کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ سے مولوی احمد سعید کو وظیفہ ملتا ہے۔ اور اب قدرتی طور احمد سعید صاحب کے دل میں اپنے وظیفہ کے متعلق اندیشہ ہوا ہوگا" "وظیفہ کی سلامتی کے لئے بار بار خواجہ صاحب استعفا کی واپسی کا اصرار ہے۔ لیکن جمعیۃ العلماء ہند کی کے لئے زعماء ہند اور علماء استعفا کی ذکر نہیں۔ بلکہ ان میں سے ریشہ دوانیاں کی گئیں"

جس جمعیت العلماء کے ارکان کی نہیں۔ بلکہ "ناظم" یہ حالت ہو۔ اس کے ہاتھ میں دینی یا دنیوی امور کی دینا اپنی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ بات صورت میں بھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۸ر نومبر بعد نماز ظہر

۲۹ر نومبر کی ہڑتال

ایک صاحب نے ۲۹ر نومبر کی ہڑتال کے متعلق دریافت کیا۔ احمدیوں کا اس کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ فرمایا۔

ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاں جلسہ جلوس وغیرہ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

ایک صاحب نے کہا۔ شہروں میں احمدیوں کی دوکانیں چونکہ بہت کم ہوتی ہیں۔ اس لئے اگر وہ کھلی رہیں۔ تو حملہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ لوگ ڈنڈے سے بند کرا لیتے ہیں۔ فرمایا۔

اگر ڈنڈے سے کوئی بند کرائے تو کر دی جائے۔ پولیس میں جاکر اطلاع دیدی جائے۔ کہ ہم دوکان کھولنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں فلاں آدمی نہیں کھولنے دیتے۔ اگر پولیس حفاظت ذمہ لے۔ تو کھولدی جائے ورنہ نہ سہی۔

ایک صاحب نے عرض کیا۔ کیا ہڑتال قانوناً ممنوع ہے فرمایا قانون کا سوال نہیں۔ یہ یوں بھی ایک فضول چیز ہے جس سے گاہک اور دوکاندار دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ۲۹ر تاریخ کو جو مسلمان باہر سے لاہور یا اپنے قریبی شہروں میں سودا وغیرہ خریدنے جائینگے۔ وہ مجبوراً ہندوؤں کی دوکانوں سے سودا خریدیں گے۔ جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔

ناکردہ گناہ کی گرفتاری اور سزا

ہڑتال کے ذکر پر فرمایا۔

مارشل لاء کے دنوں میں جب وزیرآباد میں لوگوں نے ہڑتال کی اور جلسہ کیا۔ اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا پاس سے گذر ہوا۔ تو لوگوں نے کہا۔ آیئے حافظ صاحب آپ بھی تقریر کریں۔ حافظ صاحب نے کہا میں اس تحریک کا مخالف ہوں میں کیا تقریر کروں۔ انہوں نے کہا۔ آپ اس کے خلاف ہی تقریر کریں اس پر حافظ صاحب چلے گئے۔ تاکہ لوگوں کو سمجھائیں۔ چنانچہ انہوں نے تقریر کی۔ اور کہا۔ آپ لوگوں نے ہڑتال کر دی ہے جو بیوہ عورتیں اور غریب لوگ روز کی روزانہ مزدوری کرتے اور روز کا روز سامانِ خوراک خرید کر پیٹ بھرتے ہیں۔ وہ آج کہاں سے کھائینگے۔ اسی طرح اور بھی کئی باتیں ہڑتال کے خلاف بیان کیں مگر رپورٹر نے تقریر کی تفصیل تو نہ لکھی۔ صرف اس قدر لکھدیا۔ کہ فلاں مقرر کے بعد حافظ غلام رسول کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے تقریر کی۔ جب گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ تو حافظ صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جب مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوئے۔ اس وقت سرکاری وکیل کو حالات کا علم ہو چکا تھا۔ اور اس کا خیال تھا کہ مقدمہ واپس لے لیا جائیگا۔ جب مجسٹریٹ نے پوچھا۔ کیا تم نے تقریر کی۔ حافظ صاحب کو چونکہ بریت کا یقین تھا۔ انہوں نے بڑی خوشی سے کہا ہاں تقریر کی۔ مگر مجسٹریٹ نے کہا۔ میں اگر مگر نہیں سنتا۔ اور چھ ماہ کی قید کی سزا دیدی۔ سرکاری وکیل نے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر مجسٹریٹ نے اسے بھی اجازت نہ دی۔ گو پیچھے سب کو اقرار کرنا پڑا۔ کہ غلطی ہو گئی۔ مگر اس وقت حافظ صاحب پھنس گئے۔

علم دین کی لاش پر ہجوم

علم دین کے جنازہ پر ہجوم کے ذکر پر فرمایا:۔

چونکہ لوگوں نے اتنا بڑا ہجوم پہلے دیکھا نہ تھا۔ اس لئے وہ اسے ۳-۴ لاکھ بتاتے ہیں ورنہ لاہور کی مسلمان آبادی کے لحاظ سے جو ہجوم میں شامل ہو سکتی ہے۔ اور ارد گرد کے مقامات سے آنے والوں کی تعداد کا اندازہ کرکے ۶۰-۷۰ ہزار کا ہجوم ہوگا مگر بہرحال یہ ایک مظاہرہ کی اچھی صورت تھی۔ اس کا یہ اثر ہوگا کہ آئندہ کسی شخص کو ایسی امن شکن حرکات کی کم جرأت ہوگی جیسی راجپال نے کی تھی۔ ملک کی ترقی کے لئے اتحاد نہایت ضروری ہے۔ اور اتحاد ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک فتنہ انگیز حرکات کا انسداد نہ ہو۔

ہندوؤں کی تنگ دلی

ہندوؤں کی طرف سے مسلم حقوق کی پامالی کے متعلق فرمایا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے کبھی حکومت کی نہیں۔ اس وجہ سے وہ نہیں چاہتے۔ کہ مسلمانوں کو بھی کچھ دیں۔ کیونکہ ان کے اندر شاہی حوصلہ نہیں۔ اگر ہم ہندوستان میں ہندوؤں کی طرح ۶۰-۶۵ فیصدی ہوتے۔ اور ہندو قلیل تعداد میں ہوتے تو ہم انہیں ۴۰ فیصدی حقوق دینے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر مسلمانوں کو کچھ حقوق دے دینگے۔ تو بھی اکثریت تو ۶۰ فیصدی والوں کی ہی رہے گی۔

سیرت نبوی کے متعلق جلسے اور مسلمان

فرمایا

ہم جس تحریک کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ دوسرے مسلمان اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح نہ ہمیں کام کرنے دیتے ہیں نہ خود کرتے ہیں۔ ہم نے سیرت نبوی کے متعلق جلسوں کی تحریک کی۔ انہوں نے بھی اس کی نقل کی۔ اب اگر ہم ایک دو سال چپ ہو جائیں۔ تو وہ بھی خاموش ہو جائینگے۔ ہم نے اعلان کیا تھا کہ آئندہ یہ جلسے نومبر میں کرنے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے بھی اعلان کر دیا کہ یہ جلسے سال میں دو دفعہ ہوا کرینگے۔ اور دوسرا جلسہ نومبر میں ہوگا لیکن جب دیکھا کہ ہم نے اس سال نومبر میں کوئی جلسہ نہیں کیا۔ تو وہ بھی خاموش ہے۔ مخالفت کے لئے نقل تو کرتے ہیں لیکن استقلال سے کام نہیں کر سکتے۔ بات یہ ہے کہ جب نوجوان دیکھتے ہیں۔ کہ بوڑھے لیڈر بن گئے۔ اور وہ پیچھے رہ گئے۔ تو وہ بھی کوئی نئی تحریک اپنی کامیابی کے لئے شروع کر دیتے ہیں لیکن ایک دو سال تھوڑا بہت کام کرکے خاموش ہو جاتے ہیں۔ پھر اور نئے لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح جلد ہی ہٹ جاتے ہیں۔

بعد از نماز مغرب

تبلیغ اور حج

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا نے عرض کیا۔ یہ پریذیڈنٹ صاحب جو میرے ساتھ سماٹرا سے آئے ہیں۔ پوچھتے ہیں۔ میرے پاس کچھ روپیہ ہے۔ مگر میں نے ابھی تک حج نہیں کیا۔ اب میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اور یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ میرا ملک جہالت اور گمراہی میں مبتلا ہے اور تبلیغ احمدیت کا سخت محتاج ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ ملک میں تبلیغ کروں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ترجمہ ملایا زبان میں شائع کروں۔ آیا اب میں پہلے حج کروں یا تبلیغ۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔

حج کے لئے کوئی زیادہ عرصہ درکار نہیں۔ تین مہینے میں انسان حج کرکے واپس آسکتا ہے۔ یہ کوئی اتنی بڑی میعاد نہیں جو تبلیغ میں حارج ہو۔ ہاں اگر اپنی جگہ سے عارضی طور پر ہٹنے سے تبلیغ اسلام کو زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اور کوئی قائم مقام بھی نہ ملے جو تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے سکے۔ تو اس صورت میں تبلیغ کرنا حج پر مقدم ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ مثلاً ان کے پاس ہزار روپیہ ہے۔ اب اگر یہ حج کریں تو پھر تبلیغ اسلام میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اور اگر تبلیغ میں یہ روپیہ خرچ کریں۔ تو حج نہیں کر سکتے۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔

حضور نے فرمایا۔

تبلیغ مختلف رنگ کی ہے۔ ایک تبلیغ ذمہ وار شخص کی ہے اور ایک تبلیغ عام لوگوں کی۔ اگر یہ ہزار روپیہ عام چندوں کے علاوہ ہے جو وہ تبلیغ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ تو وہ حج کریں۔ اور اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ تبلیغ اس کے خاص فرائض میں سے ہے۔ تو اس کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ تبلیغ میں یہ روپیہ خرچ کرے۔

سنتیں پڑھنی چاہئیں

مولوی صاحب نے عرض کیا۔ سماٹرا میں لوگ عام طور پر سنتیں بالکل نہیں پڑھتے۔ کہتے ہیں ان کے ترک پر کوئی عقاب نہیں۔ ہاں جمعہ سے قبل دو رکعت پڑھتے ہیں جن کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ چار سنتوں کی نسبت وہ کہتے ہیں سند کے لحاظ سے یہ احادیث ضعیف ہیں۔

حضور نے فرمایا۔

احادیث کے متعلق ہمارا معیار تو یہ ہے کہ جو قرآن شریف اور سنت کے خلاف نہ ہوں۔ ان کو صحیح سمجھا جائے۔ دوسرے

ہمارا طریق سُنن وغیرہ میں تواتر پر ہے۔ اگر کوئی بات متواحادیث سے ثابت ہو۔ اور امت کا تعامل اس کے خلاف ہو۔ تو ہم تعامل کو ہی ترجیح دیں گے۔ کیونکہ احادیث ہم تک بالقول پہونچی ہیں۔ اور تعامل بالفعل اور اسی تعامل کا نام سنت ہے۔ اسلام کے چاروں فرقوں حنفی شیافعی مالکی اور حنبلی کے لاکھوں، کروڑوں لوگوں کے تیرہ سو سال کے تعامل سے جو بات ثابت ہو۔ وُہ یقینی ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے سُنن اگر احادیث سے ثابت نہ بھی ہوں۔ تب بھی پڑھنی چاہئیں۔ کیونکہ امت محمدیہ کا تیرہ سو سال کا تعامل اس پر شاہد ہے کروڑوں لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک ان پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ تعامل خواہ اس کی تائید میں کوئی حدیث نہ ہو۔ ایک زبردست ثبوت ہے۔ جس کے ماتحت سُنن کا پڑھنا ضروری ہے۔ اگر متو احادیث ایک امر کو ضعیف قرار دیں۔ مگر امت کا تعامل اس پر چلا آیا ہو۔ تو امت کے اس تعامل کو ترجیح دی جائیگی کیونکہ چند راویوں کی نسبت کروڑوں لوگوں کا تعامل بہت زیادہ معتبر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شریعت میں پہلے قرآن کو رکھا ہے پھر سنت کو۔ اور اس کے بعد حدیث کو سنت وُہ نہیں۔ جو حدیث سے مستنبط ہو۔ بلکہ سنت وُہ ہے۔ جو امت کے لاکھوں کروڑوں صلحاء کے تعامل سے ثابت ہو۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے لیکر آج تک کروڑوں لوگ نسلاً بعد نسلٍ سُنن پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے اس کا لحاظ رکھنا واجب ہے خواہ احادیث تائید کریں یا نہ کریں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُنتیں نہ پڑھی ہوتیں۔ اور آپ کے بعد یک لخت یہ تغیر پیدا ہو گیا ہوتا۔ تو تاریخ اسلام میں ضرور اس کا ذکر ہوتا۔ کہ یہ تغیر مسلمانوں کے ہر ایک فرقے میں اور ہر ایک ملک میں کیونکر پیدا ہوا۔ اور کب پیدا ہوا مگر ایسا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جمعہ سے قبل دو رکعت کے متعلق فرمایا:۔

بے شک یہ حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں آکر جمعہ کی نماز سے قبل دو رکعت پڑھیں۔ لیکن ایک اور حدیث ہے۔ جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت گھر میں پڑھ کر آتے تھے۔ گو بخاری و مسلم نے چار سنتوں والی روایات کو ترجیح دی ہے۔ لیکن دو سُنتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ظہر کی جماعت سے پہلے ہمیشہ چار سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ میں بھی چار ہی پڑھتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے۔ تو کیوں نہ پڑھیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے سینکڑوں دفعہ دیکھا ہے۔ اور متواتر دیکھا ہے۔ آپ ظہر سے پہلے ہمیشہ دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دو رکعت ہماری ہزاروں رکعتوں کے برابر تھیں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث سے جو اقل سنتیں ثابت ہیں۔ وہی پڑھی ہیں۔ تاکہ باقی وقت آپ تبلیغ اسلام میں صرف کریں۔

یکم دسمبر ۱۹۲۹ء بعد نماز مغرب

یسوع مسیح اور شراب

عرض کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں انجیل کی ایک یہ تعلیم بیان کی ہے۔ کہ اتنی شراب مت پیو۔ کہ مست ہو جاؤ۔ مگر انجیل میں یہ نہیں۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انجیل سے استنباط فرمایا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ "شراب میں متوالے نہ بنو" اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اتنی شراب نہ پیو۔ جو بدمست کر دے۔ دوسری طرف یسوع کا شراب پینا بھی انجیل سے ثابت ہے۔

عرض کیا گیا۔ انجیل میں شیرۂ انگور پینے کا ذکر ہے۔ شراب کا نہیں۔ فرمایا:۔

شیرۂ انگور عیسائیوں کی اصطلاح ہے۔ اسی کو شراب کہتے ہیں

ایک صاحب نے عرض کیا۔ انجیل کے انگریزی تراجم میں شیرۂ انگور کی جگہ وائن کا لفظ ہے۔ جو ایک قسم کی شراب کا نام ہے۔

حضورؑ نے فرمایا:۔

یسوع مسیح کا معجزہ کے طور پر شراب بنانا بھی انجیل میں لکھا ہے۔

محصن کو رجم

جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم نے عرض کیا۔ محصن (شادی شدہ) کو اگر زنا کرے۔ تو اسلامی حکومت میں رجم کر دینے کا حکم ہے یا نہیں فرمایا:۔

یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم شدت سے اس کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ محصن کو رجم کرنے کا کہیں حکم نہیں۔ میری تحقیق اس بارے میں مکمل نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رجم تسلیم کیا ہے۔

قرآن میں ناسخ و منسوخ

عرض کیا گیا۔ کیا قرآن میں ناسخ و منسوخ ہے۔ فرمایا

میرا دعوےٰ ہے۔ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں۔ جو درج ہُوئی ہو۔ اور پھر اُسے منسوخ کر دیا گیا ہو۔

شراب کی دوکان پر ملازمت

عرض کیا گیا۔ شراب کی دوکان میں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں فرمایا:۔

شراب بنانے کے لئے ملازم ہونا جائز نہیں۔ نہ بیچنے کے لئے۔

نماز کا ترجمہ

ایک بوڑھے زمیندار نے عرض کیا۔ جو زمیندار نماز کا ترجمہ نہیں جانتے۔ ان کی نماز ہو جاتی ہے۔ یا نہیں۔ فرمایا:۔

نماز تو ہو جاتی ہے۔ لیکن انہیں اپنے فارغ اوقات میں نماز کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہل چلاتے ہوئے بھی ترجمہ یاد کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ وُہ شخص جو نماز کا ترجمہ جانتا ہو۔ اس سے ایک دو الفاظ کا ترجمہ پوچھ لیا۔ اور اسے خوب یاد کرنے کے بعد اور پوچھ لیا۔ جو لوگ نماز کا ترجمہ پڑھا سکتے ہیں۔ انہیں چاہیئے دوسروں کو ضرور ترجمہ سکھائیں۔ لیکن اگر کوئی دوسرے کی خواہش پر بھی نہیں پڑھاتا۔ تو وُہ مجرم ہے۔

۲- دسمبر ۱۹۲۹ء بعد نماز عصر

کانگریس کے لئے زائد پولیس

عرض کیا گیا۔ کانگریس کے ایام میں زائد پولیس کی تعیناتی کے سلسلہ میں جو مطالبہ زر پنجاب کونسل میں پیش ہُوا۔ اس کی تائید میں تقریر کرتے ہوئے سر فضل حسین نے کہا۔ کہ کانگریس یا حکومت کے خلاف جو قوم مظاہرہ کرے گی۔ وُہ نقصان اُٹھائے گی۔ کانگریس کی مخالفت سے نقصان اٹھانے کا کیا مطلب ہے۔

حضورؑ نے فرمایا:۔

کانگریس خواہ گورنمنٹ کی کتنی ہی مخالف ہو۔ بد امنی کو روکنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ وُہ دل سے خواہ کتنی بھی مخالف ہو۔ لیکن کانگریس کی مخالفت کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب ایک جلسہ ہو رہا ہو۔ اور کوئی اُٹھ کر اس میں دخل اندازی کرے۔ تو حکومت کا فرض ہے۔ کہ اس مداخلت کو روکے۔ تا امن قائم رہے۔ اور فساد نہ ہو جائے۔

لالہ لاجپت رائے کا بُت اور گورنمنٹ

لالہ لاجپت رائے کے بُت کو نقصان پہونچانے کے متعلق کہا گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ یہ گورنمنٹ کے ایما سے ہُوا ہے فرمایا:۔

یہ فضول بات ہے۔ کہ جو کچھ ہُوا۔ کہدیا۔ گورنمنٹ نے کرایا ہے نہ کوئی قرائن ہیں۔ نہ دلائل۔ آخر ایسی باتوں کا فائدہ کیا۔ بیسیوں باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے متعلق گورنمنٹ کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور اس کا نام لگا دیا جاتا ہے۔ سچ کہتے ہیں۔ بد اچھا بدنام بُرا۔ اب گورنمنٹ کا نام چونکہ بدنام ہو چکا ہے۔ اس لئے ہر عیب اُس کی طرف منسوب کر دینا زیادہ آسان ہو گیا ہے۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ پچھلے سالوں میں جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸- دسمبر کو مقرر ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس سال ویک اینڈ ٹکٹس سے فائدہ اٹھانے کے لئے جلسہ کی تاریخیں ۲۷- ۲۸- ۲۹- دسمبر مقرر کی گئی ہیں۔ کیونکہ ۲۷- دسمبر کو جمعہ ہے۔ اور ۲۶ بروز جمعرات ہر اسٹیشن سے ویک اینڈ ٹکٹس مل سکتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ خود بھی اس عظیم الشان اجتماع میں دنیا کے ہر ایک کام سے فراغت حاصل کر کے شریک ہوں۔ اور اس اجتماع کے فوائد اور برکات سے مستفید ہوں۔ اور اپنے ہمراہ غیر احمدی احباب کو بکثرت ہمراہ لانے کی کوشش فرمائیں۔ کیونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں غیر احمدی احباب کی قادیان آنے سے دُور ہو سکتی ہیں۔ پس غیر احمدی احباب کو ضرور ہمراہ لانے کی کوشش فرمائیں اور جو دوست آپ کے ہمراہ تیار ہوں۔ اُن کے اسماء کی فہرست اپنی جماعت کے مقامی سکرٹری یا پریزیڈنٹ یا امیر کو دیں۔ جو ایک فہرست تیار کر کے جلد سے جلد ناظر صاحب ضیافت کو بھیج دیں۔ تا اُن کی رہائش اور خوردونوش کا انتظام جو کچھ بھی اُن سے ہو سکتا ہے۔ قبل از وقت کر لیں۔ پروگرام جلسہ سالانہ بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

خاکسار ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مفتری علی اللہ کو ۲۳ سال تک مہلت نہیں مل سکتی

۲۲ نومبر کے اخبار "اہلحدیث" میں ایک مکالمہ احمدی اور محمدی کا شائع ہوا ہے۔ جس میں بقول نامہ نگار اہلحدیث ایک احمدی کے یہ کہنے پر کہ

"اگر حضرت مرزا صاحب جھوٹے ہوتے تو ۲۳ سال تک مہلت نہ پا سکتے۔ جو زمانہ نبوت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے بلکہ حسب ارشاد خداوندی لقطعنا منہ الوتین فوراً ہلاک ہو جاتے۔ لہذا مرزا صاحب صادق نبی تھے"

اہلحدیث کی طرف سے جواب دیا گیا ہے

"اس آیت میں جلدی مہلت کا لفظ نہیں۔ بلکہ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ استدلال بالکل باطل و خلاف واقعات ہے غور سے سنئے کہ کئی کاذب مدعیان کا زمانہ ۲۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے جیسے ابو منصور ۲۷ برس تک نبوت کا دعویٰ کر کے ۱۳۰ھ میں مارا گیا۔ محمد بن تومرت ساکن جبل سوس مدعی مہدویت ۲۴ سال رہا وغیرہ الخ"

قرآنی دلیل کی مضبوطی

ہم یقیناً جانتے ہیں۔ قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ خدا کی پیشکردہ دلیل ہے نہ کسی انسان کی کئی بدقسمت دنیا میں آئے اور انہوں نے قرآن مجید کی اس دلیل کو توڑنا چاہا۔ مگر آخر آپ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر یہ دلیل نہ ٹوٹ سکی۔ مولوی رحمت اللہ صاحب مشہور مناظر اسلام جنہوں نے پادری فنڈر کو شکست فاش دی تھی۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں۔ اور مولوی سید آل حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار میں پادریوں کے سامنے اسی دلیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں پیش کیا۔ اور جب پادری فنڈر کے سامنے یہ دلیل پیش کیگئی تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ پادری لوگ تواریخ کی ورق گردانی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اگر تاریخ عالم میں ایسی کوئی مثال ہوتی۔ کہ کسی مفتری علی اللہ کو ۲۳ سال تک مہلت ملی ہوتی تو پادری صاحب ضرور پیش کرتے۔ مگر وہ اس دلیل کے توڑنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کر سکے۔ پھر اسلام کے بہت سے نامی علماء اور اولیاء اللہ یہ دلیل کفار کے سامنے پیش کرتے رہے مگر عیسائی یا یہودی کسی کو طاقت نہ ہوئی۔ کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افتراء کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد زندگی کے ۲۳ سال پورے کئے ہوں۔ پھر "اہلحدیث" کی کیا حقیقت ہے کہ اس دلیل کو توڑ سکے ✤

کوئی مثال نہیں مل سکتی

جب سے دنیا شروع ہوئی ہے ایک بھی مفتری علی اللہ ایسا نہیں ملے گا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح ۲۳ برس مہلت [illegible] واقعہ طور پر ثبوت ضروری ہے کہ

درحقیقت اس شخص نے وحی پانیکے دعویٰ کے بعد ۲۳ سال کی مدت پائی جس میں اخیر تک خاموش نہ رہا۔ اور نہ اپنے اس دعویٰ سے دست بردار ہوا پس اہلحدیث کے اس دعویٰ سے کہ "کئی کاذب مدعیاں کا زمانہ ۲۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے" لازم آتا ہے کہ قرآن شریف کی یہ دلیل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کی گئی ہے صحیح نہیں۔ گویا اللہ تعالےٰ نے نعوذ باللہ خلاف واقعہ اس حجت کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے سامنے پیش کیا۔ اسی طرح اسلام کے مقتدر آئمہ مفسرین نے بھی محض ناواقی سے یہ دلیل مخالفین کے سامنے پیش کی۔ یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی جو اہل سنت کے عقائد کے بارے میں ایک مستند کتاب ہے اور جس میں ایک عقیدہ کے رنگ میں اس دلیل کو پیش کیا گیا ہے وہ بھی غلط اور نادرست ہے ✤

تفاسیر کے چند حوالے

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم چند حوالجات ایسی تفاسیر کے پیش کر دیں جنہیں مسلمان معتبر اور مستند سمجھتے ہیں ✤

(۱) امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔ "ھذا ذکرہ علی سبیل التمثیل کما یفعل الملوک بمن یتکذب علیھم فانھم لا یمھلونہ بل یضربون رقبتہ فی الحال" تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۹۱

کہ اس آیت میں افتراء علی اللہ کرنیوالے کی حالت تمثیلاً بیان کی گئی ہے کہ اس سے وہی سلوک ہوگا۔ جیسا بادشاہ اس شخص سے کرتے ہیں جو ان پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ اس کو ڈھیل نہیں دیتے۔ بلکہ فوراً اسکی گردن مار دیتے ہیں۔ یہی سلوک مفتری علی اللہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ ہلاک کر دیا جاتا ہے"

(۲) تفسیر کشاف میں لکھا ہے:۔ "والمعنی ولو ادعی علینا شیئا لم نقلہ لقتلناہ الخ" کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسی بات کا دعویٰ کرتا جو ہم نے نہیں کہی۔ تو ضرور ہم اسے قتل کر دیتے ✤

(۳) تفسیر صاوی علی الجلالین جلد ۴ میں لکھا ہے:۔ "والمعنی لو کذب علینا لامتناہ فکان کمن قطع وتینہ" الخ کہ اگر یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر کوئی کذب بیانی کرتا تو ہم اسے ضرور ہلاک کر دیتے ✤

(۴) اہلحدیث کے امام علامہ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں "ونحن لا ننکر ان کثیرا من الکذابین قام فی الوجود وظھرت لہ شوکۃ ولکن لا یتم لہ امرہ ولم تطل مدتہ" جلد اول صفحہ ۵۰۰ کہ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اکثر جھوٹے [illegible] مدعیوں میں سے بعض ایسے بھی گذرے ہیں جن کو کچھ شوکت و حشمت

بھی حاصل ہوئی۔ لیکن ان کو اپنے امر میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اور نہ ان کو لمبی مہلت ملی ✤

(۵) اہل سنت کی معتبر کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع اللہ تعالیٰ ھذہ الکمالات فی حق من یعلم انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃ" الخ کہ عقل اس بات کو ممتنع ٹھہراتی ہے کہ کسی غیر نبی میں یہ باتیں اللہ تعالیٰ جمع کر دے جسکو وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افتراء کر رہا ہے۔ پھر اس کو تیئس سال مہلت دے ✤

(۶) علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔ ھذا ھو الواجب فی حکمۃ اللہ تعالیٰ لئلا یشتبہ الصادق بالکاذب۔ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۹۱۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکمت میں مدعی کاذب کا قتل ہونا ضروری اور واجب ہے۔ تاکہ صادق کاذب کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

(۷) مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود بھی اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہی استدلال کیا ہے اور بڑے زور سے اسے اپنی تفسیر میں پیش کر چکے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:۔ "نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں دے سکے"۔ مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷

اسی تفسیر میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

دعویٰ کاذب مثل زہر کے ہے۔ جو کھائے گا ہلاک ہوگا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ زہر کھائے اور ہلاک نہ ہو۔ اسی طرح جھوٹا مدعی کبھی ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔

(۸) علامہ عبد العزیز لکھتے ہیں:۔ "وبالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودۃ الخ" نبراس صفحہ ۴۴۴ کہ کاذب مدعی نبوت کو لمبی مہلت نہیں ملتی جلد ہلاک کر دیا جاتا ہے

(۹) توریت میں بھی ہے:۔

"وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے" استثناء ۱۸

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں تمام مخالفین کو یہ چیلنج دیا تھا۔ مگر تا حال کوئی جواب نہ دے سکا۔ اب بھی کسی میں طاقت ہو تو سامنے آئے چیلنج یہ ہے:۔

"اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام سے کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونیکے ۲۳ برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دیدے تو میں پانسو

روپے نقد دیدوں گا" اربعین ۳

جھوٹے مدعیوں کے متعلق جھوٹا دعویٰ

رہا یہ کہ ابو منصور نبوت کا دعویٰ کر کے ۲۷ سال زندہ رہا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ لکھا ہے شبّہ نفسہٗ بربّہ الخ کہ اس نے اپنے آپکو خدا کے مشابہ قرار دے کر الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی طرح محمد بن تومرت جسکے متعلق اہلحدیث نے لکھا ہے کہ وہ ۲۴ سال زندہ رہا۔ سیاہ جھوٹ ہے چنانچہ وفیات الاعیان میں ابن خلکان نے لکھا ہے۔ اس نے ۵۱۴ھ میں دعویٰ کیا۔ اور ۵۲۴ھ میں مرگیا۔ گویا کل ۱۰ سال زندہ رہا دیکھو وفیات الاعیان جلد ۲ ص۴۲۔ یہی حال باقی مدعیان کا ہے کہ بعض تو اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو گئے اور بعض جلد ہلاک کر دیئے گئے۔ ۲۳ سال کسی نے بھی مہلت نہیں پائی۔ اگر کسی کو اس بات سے انکار ہے تو وہ ثبوت دے ورنہ خدا سے ڈرے +

سچے نبی کی مدت حیات

اہلحدیث لکھتا ہے ۲۳ سالہ معیار صحیح نہیں کیونکہ "کئی صادق نبیوں کا زمانہ نبوت ۲۳ سال سے بہت کم ہے مثلاً زکریا علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام"+

اوّل تو اس کا کوئی یقینی ثبوت موجود نہیں۔ دوسرے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جھوٹا ضرور ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب بھی لکھتے ہیں:-

"اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا۔ وہ جھوٹا ہے بلکہ اس میں عموم مطلق ہے یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اسکے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر بھی کھائی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا وہ ضرور مریگا۔ اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے۔ گو اس نے زہر نہ کھائی ہو یہی تمثیل ہے کہ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہو گا۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہو گا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے" مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۷

حضرت مسیح موعود کی دعویٰ کے بعد زندگی

اپنے نامہ نگار کی ہمنوائی کا حق ادا کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ اسی مضمون کے متعلق حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔ عرصہ نبوت میں کل ۷ سال زندہ رہے ۲۳ سال کہاں زندہ رہے"

اس کا جواب اوّل تو وہی ہے جو اہلحدیث میں اس آیت کی تفسیر میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ آیت میں لَوْ تَقَوَّلَ ہے لَوْ تَنَبَّأَ نہیں یعنی دعویٰ نبوت کی شرط نہیں بلکہ دعویٰ الہام و وحی کی شرط ہے پس اگر کوئی مدعی الہام ۲۳ سال زندہ رہے اور قتل نہ ہو تو اسے سچا سمجھا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کا دعویٰ جس وقت کیا۔ اس وقت سے لیکر آخری وقت تک یقیناً آپ پر ۲۳ سال سے زیادہ گزرے اور یہ آپ کے صادق ہونے کی دلیل ہے +

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کہ حضرت اقدس نے ۱۹۰۲ء

علماء دیوبند کی قرآن دانی

موجودہ زمانہ کے نام نہاد "علماء" شریعت غرّا سے جس حد تک ناواقفیت رکھتے ہیں۔ وہ کسی اہل نظر پر پوشیدہ نہیں ان کے افعال اگر دامن اسلام پر بدنما دھبہ بنکر نظر آتے ہیں تو ان کے اقوال اسلامی رُوح کے سراسر مخالف دکھائی دیتے ہیں۔ اور اگرچہ اپنے زعم میں وہ شریعت اسلامی کے محافظ اور ملتِ بیضا کے شیدائی کہلاتے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ علم قرآن اُن سے مفقود ہو چکا ہے۔ اور اب صرف نام کا اسلام انکی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ اس کی تازہ مثال دیوبند کے اخبار "مہاجر" (۷ جولائی) میں ملتی ہے۔ جس میں "خان محبوب علی خان صاحب سکرٹری انجمن اصلاح دارالعلوم دیوبند" ایک مضمون میں بلعم بن باعور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"بلعم نامی اس شہر میں مستجاب الدعوات ایک زاہد تھا۔ اس نے لشکر بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے حق میں بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کے باعث اسی برس کی عبادت اسکی برباد کر دی۔ اور خاتمہ اُس کا کفر پر ہوا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زاہد کی بددعا سے چالیس برس تک لشکر بنی اسرائیل کو بیابان میں پریشان رکھا۔ واقعہ من و سلویٰ بھی اسی سفر میں ہوا۔ اور اسی پریشانی میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام نے وفات پائی" غور فرمائیں یہ قرآن مجید سے کتنی بڑی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بنی اسرائیل کو چالیس برس تک ارضِ مقدسہ سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مگر حاشا وکلا۔ یہ بلعم بن باعور کی بددعا کا نتیجہ نہیں تھا۔ یہ کہنا حضرت موسیٰؑ اور امت موسویہ کی اشد ترین ہتک ہے۔ اگر مضمون نویس کی چشم بصیرت تیز ہوتی۔ تو قرآن کے چھٹے پارے سے اس واقعہ کی تمام تفاصیل کا بخوبی علم ہو جاتا۔ اور وہ کبھی یہ کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ کہ بلعم بن باعور کی بددعا سے بنی اسرائیل چالیس برس تک بیابانوں میں بھٹکتے پھرے۔

قرآن مجید یہ حقیقت صادقہ دنیا کے سامنے بیان فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں مصر سے فرعون کی تباہی کے بعد آزاد ہوئے۔ تو خدا نے اُن سے ارضِ مقدسہ یعنی کنعان کی سرزمین کا وعدہ فرمایا۔ مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم یعنی اے قوم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ جسے خدا نے تمہارے لئے لکھ چھوڑا ہے تو اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہیوں نے آپ کے اس حکم کا بڑی سختی سے انکار کر دیا۔ اور کہا اے موسیٰ ان فیھا قوماً جبارین۔ و انا لن ندخلھا حتیٰ یخرجوا منھا کہ اس زمین پر بڑے جبار لوگ قابض ہیں۔ ہم اُس میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ وہ لوگ اس سرزمین سے باہر نکل جائیں۔ مگر جب زیادہ انہیں تاکید سے کہا گیا۔ کہ دیکھو خدا کے وعدوں پر ایمان لاتے ہوئے ان دشمنوں پر حملہ کر دو۔ خدا کی تائید اور نصرت تمہارے شامل حال ہوگی اور یہ ملک تمہیں ضرور ملجائیگا۔ تو انہوں نے نہایت گستاخی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ یاموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً ما داموا فیھا۔ فاذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون یعنی اے موسیٰ جب تک وہ جابر دغاباز لوگ اُس میں موجود ہیں۔ ہم کبھی اُس میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر زیادہ خواہش ہے۔ تو پھر تو بھی جا۔ اور تیرا رب بھی جائے اور اُن دشمنوں سے تم دونوں لڑائی کرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں +

غرض جب اس قدر انہوں نے سرکشی کی۔ اور اتنی مرتبہ خدا کے حکم کی انہوں نے خلاف ورزی کی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حضور دُعا کی۔ ربّ انی لا املک الا نفسی و اخی۔ فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین یعنی اے میرے رب۔ مَیں بجز اپنی جان اور اپنے بھائی ہارون کے اور کسی شخص پر قابو نہیں رکھتا۔ یہ لوگ اب میری اطاعت سے باہر نکل چکے ہیں۔ پس تُو ہم میں اور ان فاسقوں میں جدائی ڈال دے۔ یعنی اس مغضوب قوم سے ہمیں علیحدہ رکھ۔ تب خدا کا عذاب ان سرکشوں پر نازل ہوا۔ اور فرمایا فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃً یتیھون فی الارض فلا تأس علی القوم الفاسقین یعنی اب یہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام کی گئی ہے۔ وہ زمین پر حیران و پریشان پھرتے رہینگے پس اے موسیٰ تو ان لوگوں پر افسوس مت کر۔ یہ اسی سزا کے مستحق ہیں +

اب قرآن مجید کی ان تمام آیات سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی اور الٰہی حکم کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ان لوگوں پر چالیس برس تک ارض مقدسہ حرام کیگئی تھی۔ مگر دیوبند کو ان آیات بینہ کے خلاف اخبار "مہاجر" کے ذریعہ یہ انکشاف و تبلیغ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زاہد (یعنی بلعم باعور) کی بددعا سے چالیس برس تک لشکر بنی اسرائیل کو بیابان میں پریشان رکھا"

ایسے ہی "علماء کرام" کو دیکھتے ہوئے زبان سے بے اختیار یہ شعر نکل جاتا ہے

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّاں ٭ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

قرآن مجید کے مندرجہ بالا بیان کی "کتاب مقدس" بھی تائید کرتی ہے چنانچہ توراۃ میں لکھا ہے "خداوند کا غصہ بھڑکا۔ اور اس نے قسم کھا کر فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جو مصر سے نکلے بیس برس والے سے لیکے اور اوپر والے کوئی اُس زمین کو جسکی بابت میں نے ابراہام اور اضحاق اور یعقوب سے قسم کھائی ہے ہرگز نہ دیکھیگا کیونکہ انہوں نے میری پوری فرمانبرداری نہ کی بجز یفنہ قنزی کا بیٹا کالب اور نون کا بیٹا یشوع اسلئے دیکھیں گے کہ انہوں نے خداوند کی فرمانبرداری پوری کی۔ تب خداوند کا قہر اسرائیل پر بھڑکا۔ اور اس نے انہیں میدان میں چالیس برس تک آوارہ رکھا۔ جبتک کہ وہ ساری پشت جس نے خداوند کے روبرو گناہ کیا تھا نابود نہ ہوگئی" ۳۲

مسئلہ خلافت اور سیدنا نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ

جن لوگوں نے اختلافات سلسلہ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ دراصل اس اختلاف کا محور مسئلہ خلافت ہے۔ اور اب بھی جو لوگ اس باب میں عمیق نگاہ سے تدبر کریں گے۔ انہیں بآسانی معلوم ہو جائیگا۔ کہ کفر و اسلام یا ختم نبوت کا غلط بہانہ صرف بعد کی اختراع ہے۔ ورنہ حقیقتاً لاہوری گروہ کو اولاً و بالذات خلافت کے وجود کا انکار مقصود تھا۔ چنانچہ گمنام ٹریجٹ اظہار حق وغیرہ سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے لیکن چھ سال تک مسلسل خدا کے برگزیدہ سیدنا حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان اور اقرار براہ راست خلیفہ کے انکار میں مانع تھا۔ اس لئے کبھی انجمن کو جانشین بتایا گیا۔ تا شخصی خلافت کا وجود ناپید ہو جائے۔ اور جب اس طرح کامیابی ہوتی نظر نہ آئی۔ تو آخری ہتھیار جو حاسدانِ خلافت کی طرف سے استعمال کیا گیا۔ یا کیا جا سکتا تھا۔ وہ پیغامیت کے رنگ میں نمودار ہوا۔ یعنی ان لوگوں نے برملا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اگر حضور کو نبی تسلیم کیا جائے۔ تو پھر سلسلہ خلافت کو ایک ضروری چیز ماننا پڑتا ہے۔ اس انکار کے لئے ان کو مختلف رنگ اختیار کرنے پڑے۔ ورنہ کفر و اسلام یا ختم نبوۃ اصل بنا ءِ اختلاف نہیں۔ کیونکہ قریباً حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال تک یہ لوگ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار اور حلفیہ اعلان کرتے رہے اور ختم نبوت کی تشریح میں خود "پیغام صلح" نے شائع کیا ؎

کیا ختم نبوت نے کمال اپنا دکھایا
امت میں ہے دریائے نبوت کو بہایا

اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیر امم ہم
کیا حرج ہے امت میں نبی بن کے گر آیا

(پیغام صلح ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء)

پس ہم میں اور اہل پیغام میں اصل ما بہ النزاع خلافت کا وجود ہے لاغیر۔ لیکن جب ان کو یقین ہو گیا۔ کہ منشاء ایزدی کے ماتحت اب حضرت محمود رض ہی مسند خلافت پر متمکن ہونگے تو ان کو حسد و بغض کی آگ نے جلا دیا۔ اور انہوں نے حضرت محمود رض کے نام سے حضرت اقدس علیہ السلام پر وہ حملے کئے کہ الامان۔ اور خلافت۔ نبوت۔ علیحدگی نماز وغیرہ عقائد و اعمال میں یکدم بدل گئے۔

خلیفہ کی ضرورت

اہل پیغام سے اس بارہ میں کسی لمبی گفتگو کی حاجت نہیں نور الدین اعظم رض کی خلافت سے پیشتر وہ خود امت کی موجودگی میں

خلیفہ کی ضرورت کا انکار گویا روز روشن میں آفتاب کا انکار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ (مشکوٰۃ) کہ پھر نبوت کے منہاج پر خلافت ہوگی۔ اور خود جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اجماع اسی بات پر ہوا۔ کہ جماعت کے انتظام کو برقرار رکھنے اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہے چنانچہ جماعت کے نمائندوں نے بالاتفاق حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو "خلیفۃ المسیح" تسلیم کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے حضور کی خلافت کا اعلان کیا آج جو لوگ محض انجمن کی جانشینی کے ماتحت ضرورتِ خلافت کے منکر ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ مئی ۱۹۰۸ء میں انجمن کے محکم نظام کے ہوتے ہوئے خلیفۃ المسیح کی کیا ضرورت تھی؟ جو ضرورت اس وقت تھی۔ وہ اب بھی موجود ہے پس خلیفہ کی ضرورت سے انکار خطرناک غلطی ہے۔ ترکوں کے بادشاہ کو پیغامیوں کا خلیفہ تسلیم کر لینا بھی بتاتا ہے کہ وہ خلیفہ کا ہونا بہت ضروری خیال کرتے ہیں مگر بئس للظالمین بدلا۔ خلیفہ کا وجود وحدت نظام کے لئے از بس ضروری ہے۔ خلیفہ ہی وہ انسان ہے جسے "واجب الاطاعت لیڈر" کہا جا سکتا ہے۔ اور جس جماعت کو ایسا امام حاصل نہیں وہ پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال گروہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے" (رسالہ پیغام صلح ص ۱۳۰)

سو جو لوگ آج ایسے واجب الاطاعت امام کی ضرورت کا انکار کریں یا محض برائے نام "امیر" کی وجہ سے عملاً خلافت کو رد کر رہے ہیں غور کرنا چاہیئے کہ خدا کا مسیح ان کے حق میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔ ایسے لوگ یقیناً "پراگندہ خیال" ہونگے چنانچہ اہل پیغام کی ہستی ہمارے سامنے ہے

سیدنا حضرت نور الدین رض کا بصیرت افروز ارشاد

آپ نے بسا اوقات اشارات و کنایات کے ذریعہ اور کئی دفعہ کھلم کھلا احباب جماعت کو بتا دیا تھا۔ کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ خواجہ سلیمان کا واقعہ بالخصوص مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے بیان کیا۔ اور فرمایا کہ یہ بہت ضروری بات ہے۔ اپنی معذوری کی صورت میں نمازوں میں منصب امامت پر کسے مقرر فرماتے رہے۔ اس قسم کے بہت واقعات تھے جن سے پیغامیوں کو بھی یقین تھا۔ کہ اب آئندہ خلافت کا قرعہ فال بنام محمود رض ہی ہوگا۔ اسی لئے انہوں نے خلافت اور خلیفہ کے وجود کو ایک مصلحتی

کارروائی قرار دینا چاہا۔ اور اسی ضمن میں خلافت نور الدین کو بھی اپنی زیرکی و عقلمندی کا شرمندۂ احسان بنایا۔ مگر خدا کے اس غیور اور باطل کُش بندے پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار سلام نازل ہوں۔ اس نے اپنی وفات سے چند روز قبل ان حالات کا علم پا کر جماعت احمدیت کی بہبودی کے لئے نہایت لطیف ارشاد فرمایا۔ اس اعلان کا ایک ایک لفظ معرفت کا ایک دریا ہے۔ اور خوفِ خدا رکھنے والوں کے لئے ہدایت کا بہترین ذریعہ حضور نے بستر مرگ پر فرمایا:-

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا"

(ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح مندرجہ اخبار پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

ان الفاظ میں جہاں آئندہ خلفاء کے ہونے کی بشارت ہے وہاں یہ بھی بتا دیا۔ کہ اگرچہ لوگ ان کو خلافت سے معزول کرنا چاہیں یا سرے سے ہی خلیفہ کا انکار کر دینگے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے گا۔ اور ان کی تائید و نصرت کرے گا۔ تا دنیا پر ظاہر کرے کہ میں نے ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ اور میں ہی انکی حمایت کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ کے متعلق نہایت غیر مبہم الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے" (الوصیت ص حاشیہ)

بہر حال خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ حضرت مولانا نور الدین اعظم رض نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد بھی اللہ ہی خلیفے بنائے گا سو وہ پوری ہوئی اور باوجود ارباب بست و کشاد کی اشد مخالفت کے خدا کے مسیح کی ہی ذریت میں سے ایک شخص سیدنا محمود رض خلیفہ ہوا۔ بادِ صرصر کے جھونکے اور عداوت و معاندت کی زہر بار ہوائیں اسکی نصرت میں حائل نہ ہو سکیں۔ آخر خدا نے ثابت کر دیا کہ میں نے ہی اسے خلیفہ بنایا ہے۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ تمہاری اندرونی و بیرونی مخالفت اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ امید ہے۔ کہ ہمارے بھولے بھٹکے بھائی بھی پندرہ سالہ تجربہ کے بعد ضرور خلافت کے دامن میں ہی اپنی نجات سمجھتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔

خاکسار

اللہ دتہ جالندھری قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کی وفات

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

گدڑی میں لعل. صوفی بابا شیر محمد رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی تعداد کو موت کا فرشتہ دن بدن کم کر رہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ مرنے والے اپنی موت کی پکار پر حقیقی زندگی پانے کی خوشی میں شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔ اور انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب آقا کے قدموں میں پہونچ جائینگے لیکن پیچھے رہنے والے ان کی موت کو ایک قومی صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عصر سعادت کی ایک زندہ یادگار کھو بیٹھتے ہیں۔ آج میں جس بزرگ کے حالات زندگی پر ایک سرسری نظر کر کے ان کی آخری یاد احباب کے دلوں میں تازہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ

صوفی بابا شیر محمد بنگوی

ہیں۔ بہت تھوڑے لوگ ہونگے۔ جو صوفی شیر محمد صاحب کو جانتے ہونگے۔ وہ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں اور اپنی غربت و عسرت میں کبھی صاحب امتیاز نہیں تھے۔ لیکن اپنے دل کی صفائی اپنی عقیدت و اخلاص کی وجہ سے نوری خلعتوں میں ملبوس تھے۔ دنیادار کی آنکھ اسے نہیں دیکھتی تھی۔ لیکن متقی مومن کی فراست اسے دیکھتے ہی پہچان لیتی تھی۔ اور وہ گدڑی میں ایک لعل تھے۔

صوفی شیر محمد صاحب ایک عام یکہ بان تھے۔ اور بنگہ ضلع جالندھر میں رہا کرتے تھے۔ میں بلا خوف و تردید یہ کہنے کے وجوہات رکھتا ہوں کہ وہ

ضلع جالندھر میں احمدیت کا بنیادی پتھر

تھے۔ صوفی شیر محمد صاحب کھوجہ قوم کے ایک فرد تھے۔ اور طبعی طور پر نہایت ذہین۔ اور زیرک تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی کے حالات گوشہ گمنامی میں ہیں۔ بجز اس کے کہ انہوں نے اپنی کاروباری زندگی کا نصب العین یکہ بانی تجویز کیا۔ اور آخر عمر تک اسی پیشہ کو ذریعہ معاش رکھا۔ یکہ بانوں کی زندگی جس قسم کی ہوتی ہے۔ اور جن حالات میں سے وہ گذرتے ہیں۔ مجھے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں صوفی شیر محمد صاحب کے متعلق جس چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس فضا میں پرورش پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں آکر جو تبدیلی کی۔ اس نے ان کو شیر محمد یکہ بان کی بجائے

شیر محمد ابدال

بنا دیا۔ لوگوں نے اپنی غلط فہمی اور فیج اعوج کے اثرات سے متاثر ہو کر ابدال کو نعوذ باللہ بہروپیا سمجھا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی ہیئت تبدیل کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں۔ بلکہ ابدال کی فلاسفی یہ ہے۔ کہ جو لوگ اپنی سفلی زندگی میں ایک خارق عادت تبدیلی کر کے خدا تعالےٰ کے حضور ایک خصوصیت حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ حقیقی معنوں میں ابدال ہوتے ہیں۔ ان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور وہ سفلی آلودگیوں سے نکل کر خدا میں زندہ ہو جاتے ہیں۔ بس ان کی وہ پاک تبدیلی انہیں زمرۂ ابدال میں داخل کر دیتی ہے۔ انہی معنوں کے لحاظ سے صوفی شیر محمد ابدال تھے۔ اور یہ مقام اور مرتبہ انہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

ملا۔ صوفی شیر محمد صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم گوڑیانوی کے ذریعہ داخل ہوئے۔ جب ۱۸۹۶ء میں ضلع جالندھر و ہوشیارپور میں طاعون پھیلا۔ تو حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم پلیگ ڈیوٹی پر مامور ہو کر دوآبہ میں گئے۔ اور اسی سلسلہ میں صوفی شیر محمد صاحب کے یکہ پر سوار ہونے کا انہیں موقعہ ملا۔ ان ایام میں احمدی جماعت کے افراد خدا کے فضل و کرم سے تبلیغ کا ایک خاص جوش رکھتے تھے۔ ان کے اندر ایک نہ بجھنے والی آگ تھی۔ جو ہر مشکل اور مصیبت کو بھسم کر جاتی تھی۔ بلکہ مشکلات اور مصائب ان کے تبلیغی جوش کو بڑھا دیتی تھیں۔ اور وہ پہلے سے زیادہ قوت اور وارفتگی کے ساتھ پیغام حق پہونچانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے شیر محمد یکہ بان کو تبلیغ کی۔ اور خدا کے فضل و رحمت کے نشان کو دیکھو۔ کہ وہ شخص جو اُمّی ہے۔ جس کی زندگی ایک ایسے طبقہ میں گذری ہے۔ جو اپنے عادات اور حالات زندگی کے لحاظ سے عام طور پر بدنام اور رسوائے عالم سمجھا جاتا ہے۔ ان باریک اسرار کو سمجھ لیتا ہے۔ جن کو بڑے بڑے عالم، صوفی اور سجادہ نشین نہیں سمجھتے تھے۔ اس تبلیغ میں کچھ ایسا اثر اور قوت تھی کہ اس نے

مس خام کو کندن بنا دیا

میاں شیر محمد صاحب نے حق سمجھ لیا۔ اور سمجھ کر قبول کر لیا۔ یہی وہ گھڑی تھی۔ جس نے شیر محمد یکہ بان کو ابدال بنا دیا۔ اس کے بعد کوئی لمحہ اس کی زندگی میں نہیں آیا۔ کہ اسے شکوک و شبہات سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ میں نے دیکھا۔ کہ بعض موقعوں پر بڑے بڑے آدمیوں کو ٹھوکر لگی۔ مگر شیر محمد اپنے ایمان و اخلاص میں ترقی کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ آخر وہ خدا سے جا ملا۔ اس دن کے بعد میاں شیر محمد کی حالت میں یہ تبدیلی ہوئی۔ کہ وہ

یکہ بان مبلغ

ہو گیا۔ جب وہ اپنی سواریوں کو لے کر چلتا۔ تو اس کا کام یہ ہوتا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوشخبری سناتا۔ اور خدا تعالےٰ نے اس پر تبلیغ کے ایسے اسرار کھول دیئے۔ کہ وہ اپنے مطلب کو نہایت سریع الفہم طریق پر مدلل کر کے پیش کرتا۔ یکہ بانوں کی طرح اس کی زبان پر گالی گلوچ قطعاً نہ تھی۔ اور لوگوں کو حیرت تھی۔ کہ سالہا سال کے محاورات اور کلمات جو زبان پر جاری ہو گئے تھے۔ وہ یکدم کیونکر موقوف ہو گئے۔ اور ان کی جگہ سبحان اللہ اور استغفر اللہ نے کیونکر لے لی۔ مگر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔

برکسے چوں مہربانی مے کنی ؎ از زمینی آسمانی مے کنی

اپنے ہر سفر کے آغاز سے انجام تک وہ مصروف تبلیغ رہتے۔ یکہ بانوں کی طرح اب نہ اپنی سواریوں سے تکرار تھا۔ نہ بات بات پر گالی گلوچ۔ اگر کسی کی کوئی چیز یکہ میں رہ گئی۔ تو اسے مالک تک پہونچانے میں وہ پوری کوشش کرتے۔ اور انہیں چین نہ آتا۔ جب تک اسے واپس نہ کر لیتے۔ ان کی زندگی میں جب یہ انقلاب ہوا۔ تو ان کے ساتھ مختلف قسم کی آزمائشوں اور ابتلاؤں کا دور شروع ہو گیا۔ پے در پے گھوڑے خریدے اور مر گئے۔ اور کئی قسم کے نقصان ہوئے یہاں تک کہ بعض اوقات عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ مگر اس شیر نے ان مصائب میں اپنے مولیٰ سے صدق اور اخلاص کے رشتہ کو آگے بڑھایا۔ پیچھے قدم نہیں ہٹایا۔ اس کی زندگی عسرت کی زندگی تھی۔ مگر دیکھنے والے اور جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ وہ اس

عسرت میں ہی مست تھا

اپنے احمدی بھائیوں سے محبت اور ان کی ہمدردی اس کی فطرت ثانیہ ہو گئی تھی۔ میں جانتا ہوں۔ کہ باوجود خود تنگدست ہونے کے وہ ایک شہید سنت شریف احمدی کے بال بچوں کی مخفی طور پر مدد کیا کرتا تھا۔ افسوس ہے۔ کہ اس احمدی کو اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے ابتلا آگیا۔ اور وہ مرتد کی موت مرا۔ مگر صوفی شیر محمد نے اس کے بچوں کے ساتھ اپنے سلوک کو نہ چھوڑا۔ صوفی شیر محمد کی زندگی کے بعض واقعات نہایت معنی خیز اور سبق آموز ہیں۔ لیکن میں انہیں کسی دوسرے وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔

قادیان کے ساتھ انہیں بڑی محبت تھی۔ اور جب بھی انہیں موقعہ ملتا۔ اور بعض اوقات وہ خود موقعہ نکال کر آتے رہتے تھے۔ اور اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ جب مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ یا طبیعت میں توحش اور پریشانی ہوتی ہے۔ تو میں قادیان آجاتا ہوں۔ یہاں آکر سب کچھ دور ہو جاتا ہے۔ اور طبیعت میں سکون اور تسلی ہو جاتی ہے۔ انہیں کبھی اور کسی موقعہ پر کوئی ابتلا نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے ساتھ اخلاص و صدق سے وابستہ رہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب فتنہ پیدا ہوا۔ تو وہ بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ اس فتنہ کی مخالفت میں کھڑے رہے۔ اور جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال پر جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا۔ تو انہوں نے دامن خلافت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت و اخلاص وہ اپنے ایمان کا ضروری جزو یقین کرتے تھے۔ وہ نماز اور روزہ کے پورے پابند تھے۔ اور تہجد بھی پڑھتے تھے۔ زندگی بہت سادہ تھی۔ خدا کی رضا کے لئے انہیں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لینا نہایت آسان تھا۔ غرض انہوں نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھا دیا۔ کہ کس طرح ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں آکر اپنی زندگی میں

حیرت انگیز تبدیلی

کر سکتا ہے۔ اپنی دوستی اور عہد اخوت میں وفادار دوست اور جان نثار بھائی تھے۔ باوجودیکہ انہیں دنیا کی وجاہت سے حصہ نہ ملا تھا۔ لیکن تبلیغ و اتمام حجت میں خدا تعالےٰ نے ایک مضبوط دل انکو دیا تھا۔ وہ بڑے سے بڑے آدمی کو پیغام حق پہونچا دینے میں دلیر تھے۔ انہوں نے ستر برس کے قریب عمر پائی۔ اور وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ غرض موت کے فرشتہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور صحابی کو ہم سے جدا کر دیا۔ اور کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ فرشتہ موت نے اسے شربت موت پلا کر ایسے مقام پر پہونچا دیا۔ جہاں اب اس کا گذر اور دسترس باقی نہیں رہی۔ لاریب وہ اسی زندگی میں موت کے مخمصہ سے نجات پا گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اس دنیا میں بھی زندہ ہے۔ اس لئے کہ آنیوالی نسلیں

شیر محمد ابدال کے نام سے اسے یاد کرینگی

خدا کی رحمت کے فرشتے اس کی تربت پر فضل کی بارش برسائینگے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور جان نثار خدام میں سے تھا۔ وہ دنیا کی دولت سے کوئی حصہ نہ رکھتا تھا لیکن صدق و صفائی کی دولت سے اس کا دامن پر تھا۔ میں اپنے جدا ہونے والے بھائی کی موت پر افسوس کے آنسو نہیں بہاتا۔ بلکہ اس کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ وہ ہم سے پیچھے آکر پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگیا۔ (عرفانی)

ایک ڈچ سے خط و کتابت

ہالینڈ سے ایک صاحب خواہشمند ہیں۔ کہ ہندوستان کے کوئی صاحب انہیں خط لکھا کریں۔ اور ہندوستانی ٹکٹ (استعمال شدہ) بھیجا کریں۔ اور وہ اپنے ملک کے ٹکٹ بھیجا کرینگے۔ ان کی اصلی غرض تبادلہ ٹکٹوں کا ہے۔ مگر ضمناً تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی صاحب اس خط و کتابت کو پسند کریں۔ تو پتہ مفتی محمد صادق صاحب سے منگوالیں۔

اوورسیر کی ضرورت

سندھ کی ایک ریاست میں ایک اوورسیر کی ضرورت ہے۔ جو پیمائش کے کام سے خوب واقف ہو۔ تنخواہ حسب قابلیت ماہوار ہے۔ احمدی احباب جو یہ ملازمت کرنا چاہیں۔ اپنی درخواست لکھکر مجھے بھیجدیں۔ میں انشاء اللہ کوشش کرکے انکو ضرور آگے بھجوا دونگا۔ اعجاز الحق خان اوورسیر معرفت آفتاب انڈیا کیمپ نمبر ۴ بارلی نمبر ۷۲۔ سکھر ۔۔۔۔

چندہ خاص کی وصولی اور بقایا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے امسال کی تحریک چندہ خاص شائع فرماتے ہوئے حسب معمول تین ماہ کی مدت مقرر فرمائی تھی۔ کہ اس مہلت میں تمام جماعتوں کا چندہ خاص سالم داخل ہو جانا چاہیئے۔ لیکن ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء تک کل رقم داخل خزانہ مبلغ ۔/۱۳۹۰۷ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ۔/۵۷۲۳ کی رقم جماعتوں کے ذمہ واجب الوصول ہے۔ اس بقایا کی وصولی کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پھر تحریک فرمائی ہے۔ ذیل میں اب تک کے بقائے اور وصولی کی فہرست درج کیجاتی ہے۔ احباب دیکھ لیں۔ کون کونسی جماعتیں اپنا چندہ خاص ادا کر چکی ہیں۔ اور کن جماعتوں کے بقائے کیوجہ سے مزید تحریک کی ضرورت حضور ایدہ اللہ بنصرہ کو پیش آئی ہے۔

قابل شکریہ جماعتیں

سب سے پہلے ان جماعتوں کے نام لکھے جاتے ہیں جنہوں نے چندہ خاص کے وعدے یا مقررہ رقم پوری کر دی ہے۔ یہ وہ جماعتیں ہیں۔ جنہوں نے ایسے وقت میں جبکہ سلسلہ کو روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ اپنا اہم فرض ادا کیا ہے۔ ان کی فرض شناسی اور بروقت ادائیگی واقعی قابل ستائش و تعریف ہے۔ امید ہے کہ یہ جماعتیں آئندہ بھی سلسلہ کی خدمت خاص طور پر پیش نظر رکھیں گی۔ ان جماعتوں کے عہدہ داروں کی خدمات قابل شکریہ ہیں۔ اور میں بحیثیت ناظر بیت المال ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان جماعت سے ان کے لئے بہترین دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان جماعتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ضلع گورداسپور میں۔ گورداسپور۔ راوی برج حال کوٹلہ برج۔

ضلع سیالکوٹ میں۔ رائے پور۔ قادر آباد۔ خانانوالی۔ میانوالی۔ چانگریاں۔ ظفروال۔ داتا والہ رعیہ۔ منڈیکے بیریاں۔

لاہور میں۔ لنڈا بازار۔ بھیرہ۔ ہانڈو۔

شیخوپورہ میں۔ شاہدرہ۔ شاہ مسکین۔

گوجرانوالہ میں۔ وزیر آباد۔ بھاٹا بھٹیاں۔ ایمن آباد۔

ضلع شاہپور۔ چک ۸۸۔ چک نمبر ۳۳۔ چک نمبر ۹۸۔ بھیرہ۔ خوشاب۔ گڑھ راجہ۔

ضلع گجرات۔ فتح پور۔ دھیر کے کلاں۔ گولیکی۔ لنگے۔ چک سکندر۔ ہتال۔ پوڑانوالہ۔ سماعیلہ۔ ڈنگہ۔ منڈی بہاؤالدین۔ سعد اللہ پور۔

ضلع جہلم۔ جہلم۔ رہتاس۔ میاں محمد بخش صاحب۔ کوٹ کلاں۔

راولپنڈی میں کوہ مری۔

ہزارہ میں۔ ایبٹ آباد۔ بالاکوٹ۔ کوہاٹ۔ کیمبلپور میں ڈومیل۔

ملتان میں۔ احمد پور۔ سکندر پور۔

ضلع منٹگمری میں۔ چک نمبر ۱۱۔ ایل رینالہ سٹیٹ

ضلع فیروزپور میں کوٹ کپورا۔

ضلع ہوشیارپور میں اجمیر۔ سڑوعہ

ریاست پٹیالہ میں غوث گڑھ۔ برنالہ۔ توپخانہ مسلا جنگ

یو پی میں منصوری۔ کشمیر میں ناسنور۔ بریلی۔ چندوسی۔ رجے پور۔ بھوپال

دکن میں سکندر آباد دکن۔ وینگورلہ۔ محبوب نگر۔

برما میں میمو۔

بقایا دار جماعتیں

اس سال کی مجلس مشاورت میں نمائندگان جماعت احمدیہ نے خود اپنی طرف سے چندہ خاص جاری رکھنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور خیال تھا۔ کہ امسال کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض جماعتوں نے اپنے اس مشورہ کو جو ان کے نمائندوں نے یہاں دیا تھا۔ یاد نہیں رکھا۔ رقم کا پورا نہ ہونا بعض عہدہ داران کی عدم توجہ کے باعث ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ اسی وجہ سے بھی کہ افراد جماعت لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ بہرحال یہ رقم پوری نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کوتاہی کے لئے احباب جماعت کو معاف فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے ان جماعتوں کیلئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان جماعتوں میں ایسی بھی ہیں جو اپنے چندہ کی ادائیگی میں اکثر باقاعدہ رہنے والی ہیں۔ اس فہرست میں اکثر بڑی جماعتوں کو لیا گیا ہے۔ خصوصیت سے بڑی جماعتوں کو چندہ خاص کے بقائے ادا کرنے کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ یہ جماعتیں جلسہ تک اپنے چندہ خاص کے بقائے ادا کرکے شکریہ کا موقع دینگی۔

ضلع گورداسپور میں قادیان۔ بٹالہ۔ دھرم کوٹ بگہ۔ اٹھوال۔ خان فتح۔ علی وال جٹاں۔ سارچور۔ سیکھواں۔ بھیرو چیچی۔ اوجلہ۔ طالب پور پنڈوری۔ بھنگواں۔

سیالکوٹ میں سیالکوٹ شہر۔ موعودہ رقم میں سے قریب نصف کے آیا ہے۔ سمبڑیال۔ ڈسکہ۔ عزیز پور بیترہ۔ داتہ زید کا۔ گھٹیالیاں۔ ماڑو کے بجگت۔ بدوملی۔ کھیوہ باجوہ۔ جونڈہ۔ گھنوکے۔ کوٹ آغا۔ چندر کے منگول۔

امرتسر کے ذمہ بقایا ہے اور لاہور سے اس سال چندہ خاص صرف ۔/۲۰۰ آیا ہے۔ شیخوپورہ۔ کرم پورہ۔ چک نمبر ۱۱۔ جیوری۔ پنڈی چری۔ چک ۹۔ مرلہ۔ **ضلع گوجرانوالہ** میں گوجرانوالہ۔ اس سال چندہ خاص کچھ نہیں آیا۔ مانگٹ اونچے۔ **ضلع لائلپور** میں لائلپور سے بھی اس سال کچھ وصول نہیں ہوا۔ دھنی دیو۔ چک نمبر ۳۳۲۔ کھتو والی چک نمبر ۳۱۲۔ گوجرہ۔ گوکھووال چک نمبر ۲۷۰۔ چک نمبر ۲۸۵۔ چک ۵۶۵

چک نمبر ۱۳۱ گرگمو وال۔ ضلع شاہ پور میں چک نمبر ۹ پنیار۔ چک نمبر ۱۲ چک نمبر ۸۷۔ چک نمبر ۵۳۵۔ چک نمبر ۳۳۔ چکنمبر ۳۳۴۔ چک نمبر ۱۱۹۔ چک نمبر ۹۸۔ چک نمبر ۹۹۔ سرگودھا۔ اورحمہ۔

ضلع گجرات میں گجرات شہر کے وعدے میں سے ½ حصہ وصول ہے۔ شیخ پور سے بھی نصف رقم وصول ہے۔ شادیوال جو کے سروکے۔ کڑیانوالہ۔ کھاریاں ½ حصہ باقی ہے۔ لالہ موسےٰ نے بھی نصف سے کم ادائی کی۔ ضلع جہلم میں چکوال۔ دوالمیال۔ راولپنڈی میں راولپنڈی کا موعودہ رقم سے صرف ⅛ حصہ وصول ہے۔

سرحد میں مانسہرہ۔ پشاور۔ چارسدہ۔ نوشہرہ مردان۔ مالاکنڈ۔ بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔

ملتان میں ملتان۔ بہاولپور۔ لسوڑے والہ منڈی۔ ڈیرہ غازیخان کوٹ تیسرانی۔

ضلع منٹگمری۔ منٹگمری۔ چک نمبر ۵۵ محمود پور۔ پاکپٹن۔ صدر گوگیرہ۔ چک نمبر ۳۳ احمد یانوالہ۔ عارف والہ

ضلع فیروزپور میں فیروزپور۔ قصور۔ زیرہ

ضلع ہوشیارپور میں کھگانہ۔ اہرانہ۔ سکاٹھ گڑھ۔ حسین پور۔

ضلع جالندھر میں جالندھر چھاؤنی۔ کریام۔ راہوں۔ بنگہ۔ گملن بکوڈ۔ موعودہ رقم کا نصف بھی وصول نہیں ہے۔

پٹیالہ۔ سامانہ۔ نابھہ۔ سنگرور۔ لدھیانہ۔ انبالہ نصف سے بھی کم وصول ہے۔ شملہ۔ دہلی۔ جموں۔ پارٹی پور۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ میرٹھ۔ ڈیرہ دون۔ شاہجہان پور۔ شاہ آباد۔ آگرہ۔ جودھپور۔ الہ آباد۔ کان پور۔ مونگھیر۔ کٹک۔ سونگھڑا۔ کرنگ۔ کلکتہ۔ برہمن بڑیہ۔ حیدرآباد دکن۔ یادگیر۔ سیلون۔ مارشیس۔ جدہ۔ بغداد۔ نیروبی۔ ممباسہ۔ بٹورہ۔ داریہ۔ ٹانگانیکا۔ کمپالہ۔ انجیارہ

میں مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ چندہ خاص کے بقائے احباب ضرور پورے کریں۔ اور -/۱۵۰۰۰ کی رقم جو بجٹ میں کم وصول ہوئی ہے۔ اسے وصول ہونا چاہیئے۔ عہدہ داران اور نمائندگان مجلس مشاورت کے علاوہ ذی اثر احباب کو بھی اس طرف توجہ کرنے کے لئے تاکید کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد یہ ہے۔ مناسب ہوگا۔ کہ جماعت کے چند مخلصین کا ایک وفد بنا کر تمام احمدیوں کے گھر پر جا جا کر چندہ وصول کریں۔ اور تعہد سے اس کام کو جاری رکھیں۔ جب تک کہ سلسلہ کے سر پر سے یہ بار اتر نہ جائے۔ اس پر ضرور عمل کیا جائے۔

(ناظر بیت المال)

جماعت احمدیہ محبوب نگر کا امیر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے میر اسحاق علی صاحب وکیل کو جماعت احمدیہ محبوب نگر (دکن) کے لئے یکم دسمبر ۱۹۲۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

(ناظر اعلیٰ)

فہرست نومبائعین ۱۹۲۹ء

نمبر	نام
۶۷۷	فیض محمد ضلع سیالکوٹ
۶۷۸	سردار علی ضلع گجرات۔
۶۷۹	والدہ غلام قادر صاحب مسمات نوربی بی حیدرآباد دکن۔
۶۸۰	عبدالرحمن صاحب کوئٹہ۔
۶۸۱	مسمات حیات زوجہ رحمت علی صاحب ضلع سیالکوٹ۔
۶۸۲	خدابخش صاحب ضلع گوجرانوالہ۔
۶۸۳	شیخ محمد حسین صاحب ریاست پٹیالہ۔
۶۸۴	ڈاکٹر غلام محمد صاحب
۶۸۵	شیخ عبدالصمد صاحب
۶۸۶	میاں علی محمد صاحب
۶۸۷	حبیبو صاحب ریاست پٹیالہ
۶۸۸	عمر بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ محمد صاحب۔ ضلع کرنال۔
۶۸۹	قادر بخش صاحب ضلع شیخوپورہ۔
۶۹۰	ہدایت اللہ صاحب ؍؍
۶۹۱	اکبر علی صاحب ؍؍
۶۹۲	محمد علی صاحب۔ ؍؍
۶۹۳	اصغر علی صاحب ؍؍
۶۹۴	بشیر احمد صاحب ؍؍
۶۹۵	مہتاب بی بی اہلیہ قادر بخش صاحب۔ ؍؍
۶۹۶	عمر بی بی والدہ مہتاب بی بی ؍؍
۶۹۷	خورشید دل اہلیہ ہدایت اللہ صاحب ؍؍
۶۹۸	نذیر احمد صاحب پسر ہدایت اللہ ؍؍
۶۹۹	برکت بی بی دختر قادر بخش صاحب ؍؍
۷۰۰	برکت علی پسر ؍؍ ؍؍
۷۰۱	محمد حسین پسر برکت علی صاحب ؍؍
۷۰۲	عمر بی بی زوجہ برکت علی صاحب ؍؍
۷۰۳	بشیر بیگم دختر ؍؍ ؍؍
۷۰۴	نذیر بیگم ؍؍ ؍؍
۷۰۵	فضل کریم صاحب سیالکوٹ
۷۰۶	دولت بی بی زوجہ فضل کریم صاحب ؍؍
۷۰۷	عالم بی بی اہلیہ علی بخش صاحب ضلع لائلپور
۷۰۸	نواب بی بی زوجہ ہدایت اللہ صاحب ؍؍
۷۰۹	سردار بی بی دختر ؍؍ ؍؍
۷۱۰	حسین بی بی زوجہ گھسیٹا ؍؍
۷۱۱	عائشہ ہمشیرہ برکت علی صاحب ؍؍
۷۱۲	حسین بی بی ؍؍ ؍؍ ؍؍
۷۱۳	والدہ طیب الدین کاکاخیل پشاور
۷۱۴	سعیدہ ہمشیرہ طیب الدین صاحب کاکاخیل۔
۷۱۵	احمدی بیگم ہمشیرہ طیب الدین کاکاخیل پشاور
۷۱۶	محمد بخش صاحب ریاست جموں۔
۷۱۷	غلام محمد خان صاحب ضلع جہلم
۷۱۸	مستری محمد یوسف صاحب ریاست پٹیالہ۔
۷۱۹	محمد ابراہیم صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۲۰	بہادری میانوالی
۷۲۱	شمشیر خان ولد محمد غوث میانوالی
۷۲۲	سردار خان صاحب ؍؍
۷۲۳	چناں خان ولد مولا بخش ؍؍
۷۲۴	محمد شفیع صاحب مدرس ضلع گوجرانوالہ
۷۲۵	عزیز بی بی زوجہ محمد شفیع صاحب ضلع گوجرانوالہ
۷۲۶	نذیر حسین صاحب (پسران محمد شفیع صاحب)
۷۲۷	مظفر حسین صاحب (پسران محمد شفیع صاحب)
۷۲۸	حمید احمد صاحب (پسران محمد شفیع صاحب)
۷۲۹	حمیدہ صاحبہ (دختران ؍؍ ؍؍)
۷۳۰	سکینہ صاحبہ (دختران ؍؍ ؍؍)
۷۳۱	رشیدہ صاحبہ (دختران ؍؍ ؍؍)
۷۳۲	اصغری صاحبہ (دختران ؍؍ ؍؍)
۷۳۳	خانصاحب میراں بخش صاحب اسسٹنٹ انجینئر سندھ۔
۷۳۴	میر محمد خان صاحب ضلع پشاور
۷۳۵	رانی بنت سندھی خان ضلع گورداسپور
۷۳۶	محمد الیاس صاحب ضلع گوجرانوالہ
۷۳۷	مہرالدین صاحب ضلع گورداسپور۔
۷۳۸	ہدایت خان صاحب ؍؍
۷۳۹	کریم بی بی صاحبہ ؍؍
۷۴۰	اسمٰعیل خان صاحب ؍؍
۷۴۱	غلام فرید صاحب ؍؍
۷۴۲	فتح بی بی صاحبہ ؍؍
۷۴۳	کریم بی بی اہلیہ شیر خان صاحب ؍؍
۷۴۴	بی بی اہلیہ کھیا خان صاحب ؍؍
۷۴۵	خیرالدین ولد شیر محمد خان صاحب ؍؍
۷۴۶	رحمت بی بی اہلیہ شیر محمد خان ؍؍
۷۴۷	عمرالدین صاحب ؍؍
۷۴۸	محمد شفیع صاحب ؍؍
۷۴۹	محمد نشان اہلیہ محمد دین صاحب ؍؍
۷۵۰	سردار بی بی اہلیہ کریم بخش صاحب ؍؍
۷۵۱	عالم بی بی اہلیہ دین محمد صاحب ؍؍
۷۵۲	اسمٰعیل خان ولد ساون خان ضلع امرتسر
۷۵۳	عائشہ بی بی اہلیہ محمد خان صاحب ضلع امرتسر
۷۵۴	عالم بی بی اہلیہ قائم علی صاحب
۷۵۵	عائشہ بی بی اہلیہ عزیز دین صاحب
۷۵۶	بھاگ بھری اہلیہ فضل دین صاحب
۷۵۷	اکبر خان صاحب افریقہ
۷۵۸	عبدالعزیز صاحب ضلع ہوشیارپور
۷۵۹	جعفر خان صاحب ضلع جہلم۔
۷۶۰	زینب بی بی کوئٹہ۔
۷۶۱	اللہ بخش صاحب ضلع گورداسپور
۷۶۲	محمد حسین صاحب گجرات۔
۷۶۳	زینب بی بی زوجہ محمد اسمٰعیل ریاست پٹیالہ
۷۶۴	چودھری حسن محمد صاحب نمبردار ضلع امرتسر
۷۶۵	سید شاہ زمان صاحب ضلع ہزارہ
۷۶۶	اللہ داد صاحب ضلع منٹگمری۔
۷۶۷	حیات محمد صاحب ضلع شاہ پور
۷۶۸	مرزا احمد زمان صاحب ضلع گجرات۔
۷۶۹	ملک عبدالرحمن صاحب مظفرگڑھ
۷۷۰	عائشہ بی بی بنت الٰہی بخش صاحب سیالکوٹ
۷۷۱	سیدی بی بی زوجہ صوبہ دین صاحب گوجرانوالہ
۷۷۲	گلزاری ولد سوہن پال میانوالی
۷۷۳	حاکم بی بی زوجہ ابراہیم سیالکوٹ۔
۷۷۴	کرم دین نجار سرگودھا۔
۷۷۵	عبدالواحد صاحب ملتان۔
۷۷۶	عبدالوہاب صاحب ضلع علی گڑھ
۷۷۷	محمد حیات ولد پیر بخش صاحب شاہ پور
۷۷۸	خدا بخش صاحب ؍؍
۷۷۹	سید اسمٰعیل صاحب بنگلور
۷۸۰	مہر الٰہی صاحب دہلی۔
۷۸۱	شیخ محمد یونس صاحب پٹنہ
۷۸۲	محمد یوسف صاحب پشاور
۷۸۳	جلال الدین صاحب ضلع سیالکوٹ۔
۷۸۴	کریم بی بی صاحبہ ملتان
۷۸۵	محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ۔
۷۸۶	فضل الٰہی صاحب لائلپور
۷۸۷	عبدالرزاق صاحب ؍؍
۷۸۸	غلام فاطمہ دختر عبدالرزاق صاحب ؍؍
۷۸۹	عائشہ بی بی زوجہ ہدایت علی ؍؍
۷۹۰	مہراں دختر نور محمد صاحب لاہور
۷۹۱	خورشید امن صاحبہ مرزا مبارک بیگ صاحب گورداسپور
۷۹۲	اہلیہ صاحبہ شیخ انعام اللہ صاحب سیدہ ؍؍
۷۹۳	رحمت بی بی زوجہ میلو راجپوت ؍؍
۷۹۴	احمد خان صاحب حیدرآباد دکن
۷۹۵	فضل حق صاحب سیالکوٹ (باقی)

پھر موقعہ نہیں ملے گا!

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ضرورتمند خط وکتابت سے قیمت طے کرلیں:

چودھری الہ بخش وزیر ہند سٹیم پریس امرتسر

اشتہار

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے قریب اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ بڑی سڑک یعنی آئندہ نقشہ کے لحاظ سے بازار والے قطعات کی قیمت ۳۰؍ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵؍ اور ۲۰؍ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن اور منڈی کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کردی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط وکتابت کریں:

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم وبیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ اس کا نرخ بذریعہ خط وکتابت معلوم کریں:

خاکسار

مرزا بشیر احمد (ایم۔ اے) قادیان

باجلاس شیخ عبدالغنی صاحب نائب تحصیلدار جھنگ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل جھنگ

ٹھیکیداس ولد بھائی پہلو رام ذات سیکہ سکنہ گھمیانہ تحصیل جھنگ مدعی

بنام

مسماۃ کلیان بائی بیوہ ہیرا سنگھ ذات نارنگ سکنہ گھمیانہ حال مفقود الخبر

دعوٰی تقسیم اراضی کھاتہ ۱۲۰ چاہ لکھن والہ واقعہ گھمیانہ

اشتہار

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعاعلیہا مفقود الخبر ہے۔ باوجود اطلاع نامہ جاری کرنے کے بھی وہ حاضر عدالت نہیں آئی ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہا بتاریخ ۲۴/۱۲/۲۹ء حاضر ہوکر وجہ ظاہر کرے۔ کہ کیوں تقسیم نہ کی جاوے۔ اگر تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوگی تو کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ اور کوئی عذر سماعت نہ ہوگا

۲۳/۱۱/۲۹ دستخط نائب تحصیلدار صاحب جھنگ

آج مورخہ ۲۳/۱۱/۲۹ بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط نائب تحصیلدار صاحب جھنگ

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے۔ یہ امراض شکم۔ خاص کر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرماویں۔

قیمت ساٹھ گولی بمعہ محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور۔ پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمائیے۔ اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمائیے:

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

ایک باموقعہ زمین فروخت ہوتی ہے

قادیان کی نئی آبادی محلہ دارالرحمت میں پرانی آبادی کے قریب تراحدیہ سٹور کے عقب میں بر سر چوک ایک قطعہ اراضی تعدادی پندرہ مرلہ قابل فروخت ہے۔ یہ اراضی ایک صاحب نے بڑی خواہش سے اپنے لئے پسند کر کے چالیس روپے (۴۰ روپے) فی مرلہ کے حساب سے لی تھی۔ مگر اب بوجہ حالات کی مجبوری کے وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اور گو اب قادیان میں زمین کی قیمت زیادہ ہوگئی ہے مگر بوجہ اسکے کہ انکو روپیہ کی جلد ضرورت ہے۔ وہ اصل زرخرید پر ہی اسے فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط وکتابت فرمائیں:

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

جلسہ کے تحفے

ولایت سے تازہ چالان آگیا

ہماری مشین سیویاں کی خصوصیات

(۱) اعلےٰ قسم کا نکل کیا گیا ہے۔

(۲) سائز بڑا ہونے کے باعث کام بافراط دیتی ہیں؛

(۳) نرالے ڈیزائن کی بدولت بہت خوبصورت اور دیدہ زیب ہیں؛

(۴) چلنے میں نہایت ہلکی ہیں؛

(۵) یہ مشینیں گھڑ کر تیار کی جاتی ہیں۔ اس لئے بے حد مضبوط ہیں؛

(۶) میدہ ڈھکیلنے کے لئے کار آمد پرزہ لگایا گیا ہے؛

(۷) قیمت مقابلتاً بہت کم ہے۔ سائز کلاں ۲ انچ قطر للعہ (سات روپے آٹھ آنے) سائز خورد ۱½ انچ قطر فی عدد پانچ روپیہ (صہ)

قیمہ بنانے کی بے نظیر مشین

یہ مشین خاص طور پر یورپ سے تیار کرائی گئی ہے بہت خوبصورت۔ مضبوط اور کار آمد ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک نہ منگائی ہو۔ تو جلدی کیجئے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر مشین کے ہمراہ مصالحہ پیسنے اور قیمہ کو موٹا باریک کرنے کے پرزے بھی روانہ کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں قیمہ سے بہت سے لذیذ اور عمدہ کھانے تیار کرنے کی تراکیب سکھانے کے لئے ایک کار آمد اور معلومات سے پر پمفلٹ ہر مشین کے ہمراہ مفت دیا جاتا ہے؛

جلسہ کے دنوں میں یہ مشینیں فروخت کرنے اور نمائش کے لئے احمدیہ چوک قادیان میں رکھی جائیں گی ہمارے ہاں سے ہر قسم کی مشینری اور آلات زراعت بھی مل سکتے ہیں۔ اور لوہا۔ پیتل کی ڈھلائی کا کام بہت اعلےٰ قسم کا کیا جاتا ہے۔ فہرست مفت طلب کیجئے؛

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز سوداگران

بٹالہ (احمدیہ بلڈنگ) پنجاب

جلسہ سالانہ پر بہترین گھڑیوں کے نمونے

گھڑی عا

ایام جلسہ میں صبح کے وقت کچھ دیر احباب کو موقعہ ملیگا۔ کہ وہ احمدیہ بازار میں مفید ترین گھڑیوں کے نمونے ملاحظہ فرما کر گھڑی حاصل کر لیں۔ شریک جلسہ ہونیوالے احباب کی خاطر چند نمونے درج ذیل ہیں۔ ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ ان گھڑیوں کے خریدار ہر طرح فائدہ میں رہینگے۔ کیونکہ یہ گھڑیاں دیسٹ اینڈ واچ کمپنی کی ہر ایک گھڑی کی ہر لحاظ سے مقابل ہیں اور قیمت قریباً نصف۔

پس اس سے بہتر مشورہ اور کیا ہوگا۔ کیا ان کے مقابلہ میں اب بھی کوئی سمجھدار چار یا پانچ روپیہ کی نمائشی گھڑی خریدیگا؛

نوٹ

آئندہ صرف ان گھڑیوں کی درستی کیجائیگی۔ جو ہم سے خریدی گئی ہونگی۔ چاہئے کہ گھڑیوں کی بہت حفاظت کریں؛

نمبر شمار	تعریف گھڑی	نکل کیس	چاندی	رولڈ گولڈ
عا	ویسٹ اینڈ کوٹن اینی کے مطابق	لعہ/۱۱	۔	للعہ
عہ۲	سلیدار کے مطابق	ولعہ/۱۱ عہ	۱۳ عہ	۱۵ عہ
عہ۳	کیپ سلے کے مطابق	ولعہ/۱۱ عہ	۱۲ عہ	۱۵ عہ
عہ۴	جیبی گھڑیوں کے مطابق عہو بکل	لعہ/۱۱	۱۳ عہ	

نوٹ

پرانی مرمت شدہ گھڑیاں جلسہ پر یاد فرما کر احباب ہم سے لیں۔ اور جو خدمت ہمارے لائق ہو۔ فرمائیں؛

گھڑی عہ۲ — گھڑی عہ۳ — گھڑی عہ۴

المشتہر

حافظ سخاوت علی پروپرائٹر

احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور

روح زندگی

آجکل اخباری دوائی اس قدر شتبہ نظروں سے دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی واقعی اکسیر بھی ہو۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ مگر پبلک تک آواز پہونچانیکا کوئی اور ذریعہ سوائے اشتہار کے ہے ہی نہیں۔ آپ سے صرف اسقدر گذارش ہے۔ کہ جہاں آپ نے اور بہت سی ادویات کا استعمال کیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ بھی سہی۔ امید ہے۔ آپ فیصلہ کر سکیں گے۔ کہ تمام ادویات اشتہاری بیکار ہی نہیں ہوتیں۔ اس لئے طاقت کو بڑھانے کے واسطے۔ دماغ کو تر و تازہ رکھنے کیلئے جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے۔ دل کو ہمیشہ خوش رکھنے کیلئے غرض یہ کہ اتنے فائدے ہیں۔ جن کو آپ اس تھوڑے مضمون اشتہار سے سمجھ گئے ہونگے۔ اس لئے روح زندگی ضرور استعمال کریں۔ نہایت زود اثر دوائی ہے۔

کمزوری کی کیسی ہی شکایت ہو انشاءاللہ بارہ خوراک میں بالکل رفع ہو جائیگی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی معہ خرچ ڈاک وغیرہ عما

منیجر دواخانہ روحانی کلکیاتی پلمز۔ رجسٹرڈ انارکلی لاہور

نوٹ۔ اس کے علاوہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

سنہ ۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ سنہ ۱۹۰۴ء سے میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں بچے۔ تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے" میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ ان کے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

پچھلے بقائے جلد ادا کئے جائیں

بقایا کی وصولی کے لئے انسپکٹروں کا انتظام

برادران کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبہ اور خود حضور کی دستخطی چٹھی کے بعد ضروری ہے۔ کہ تمام جماعتوں میں جد وجہد کی ایک پرجوش رو جاری ہو گئی ہو۔ لیکن ضرورت کے لحاظ سے اب ایسا وقت ہے۔ کہ کسی قسم کی بھی تاخیر نہ ہونے دی جائے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خاص منشاء مبارک کے ساتھ خاص خاص احباب کو یہ تکلیف دی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی قریب کی جماعتوں میں تشریف لے جا کر ان کا معائنہ کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ افراد جماعت میں کون کون باشرح اور باقاعدہ چندہ دینے والے ہیں۔ کون کون بے شرح اور بے قاعدہ چندہ دینے والے ہیں۔ اور چندہ عام و چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کا بقایا کن کن دوستوں پر باقی ہے۔ اور اس بقائے کے وصول کرنے کے لئے جماعت کی طرف سے کیا کیا سعی کی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے تاکیدی ارشاد کے مطابق بقائے کی وصولی کے لئے وفد بنے اور وصولیاں کہاں تک پہونچ گئی ہیں۔ ان جملہ امور کی رپورٹ یہ صاحبان مفصل طریق پر ارسال فرمائیں گے۔ اور اگر انتظام وصولی میں کسی قسم کی کمی یا ضعف ہوگا۔ تو اس کو فوراً افراد جماعت کو تحریک کر کے اسی طرح پورا کر دیں گے۔ جس طرح کہ خاص مرکز سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی زیر ہدایت بھیجے ہوئے ایک شخص کو کرنا چاہئے۔

حسب ذیل احباب حسب ذیل جماعتوں میں چٹھی پہونچتے ہی معائنہ کے لئے تشریف لے جانے کا انتظام فرمائیں۔

(۱) حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و منشی محمد الدین صاحب جماعت بٹالہ۔ دھرم کوٹ بگہ۔ اٹھوال و ننگل ضلع گورداسپور اور جماعت شہر امرتسر۔ و جماعت شہر گجرات و جماعت بھیرہ و جماعت دوالمیال ضلع جہلم تشریف لے جائیں:۔

(۲) ماسٹر نواب الدین صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول چونڈہ جماعت شہر سیالکوٹ و چھاؤنی کا معائنہ فرمائیں:۔

(۳) مرزا احمد بیگ صاحب سیالکوٹ۔ جماعت شہر جموں کا معائنہ فرمائیں

(۴) ڈاکٹر محمد منیر صاحب۔ جماعت قصور کا معائنہ فرمائیں

(۵) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ جماعت شہر لاہور و چھاؤنی و گنج و امرتسر کا بھی انتظام کریں

(۶) جناب بابو شاہ عالم صاحب جہلم۔ جماعت شہر راولپنڈی

(۷) عبد المجید خان صاحب جماعت پشاور۔ مرکزی جماعت صوبہ سرحدی کی طرف سے تمام جماعت ہائے سرحد کا انتظام کرائیں گے۔

(۸) مولوی غلام حسین صاحب۔ جماعتہائے شہر و ضلع ڈیرہ غازیخان

(۹) چودہری غلام احمد صاحب ایڈوکیٹ پاکپٹن۔ جماعت منٹگمری اور جماعت فیروزپور بمع ملحقہ جماعت ہائے کا معائنہ

(۱۰) چودہری ابجو خان صاحب سرگودھا۔ بنگہ۔ کریام۔ کاٹھ گڑھ

(۱۱) حاجی حبیب الرحمان صاحب حاجی پورہ پھگواڑہ۔ جماعت لدھیانہ و مالیر کوٹلہ کا معائنہ فرمائیں:۔

(۱۲) قدرت اللہ صاحب نائب الجماعت پٹیالہ۔ سنور۔ سامانہ کا۔

(۱۳) محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر۔ جماعت انبالہ کا معائنہ فرمائیں

(۱۴) بابو اکبر علی صاحب۔ جماعت شملہ کا معائنہ فرمائیں:۔

(۱۵) بابو عبد الحکیم صاحب شملہ۔ جماعت دہلی و میرٹھ کا معائنہ

(۱۶) حافظ سید عبد الوحید صاحب منصوری۔ جماعت ڈیرہ دون و سہارنپور کا

(۱۷) شیخ غلام نبی صاحب ڈیرہ دون۔ جماعت منصوری کا

(۱۸) سید صادق حسین صاحب۔ بریلی۔ شاہجہانپور کا معائنہ۔

(۱۹) حکیم خلیل احمد صاحب۔ بھاگلپور کا معائنہ فرمائیں:۔

(۲۰) بابو صدر الحق صاحب کٹک۔ جماعت کلکتہ کا معائنہ فرمائیں

(۲۱) میر سعادت علی صاحب حیدرآباد دکن۔ جماعت سکندرآباد کا

(۲۲) سیٹھ الہ دین صاحب سکندرآباد۔ جماعت حیدرآباد دکن کا

(۲۳) ڈاکٹر عبد الکریم صاحب متھرا۔ جماعت آگرہ کا معائنہ فرمائیں

(۲۴) مرزا محمود بیگ صاحب گوجرہ۔ جماعت شہر لائلپور کا معائنہ

(۲۵) چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل لائلپور۔ جماعت شیخوپورہ کا

جماعت پشاور کے لئے ضروری ہے۔ کہ سرحد کی جماعتوں کے لئے ضرور کوئی معائنہ کنندہ مقرر کرے۔ اور تقرر کے بعد ناظر بیت المال کو ان احباب کے ناموں سے اطلاع دیدے۔ جو مقرر کئے گئے ہیں۔

احباب جن کے اسماء گرامی اوپر درج ہوئے ہیں۔ اپنے معائنہ کو ۲۰ر دسمبر سے پہلے پہلے ختم فرمادیں۔ اور حتی الوسع اپنے تشریف لے جانے سے پہلے اپنے معائنہ کی تاریخ سے بھی جماعت کے عہدہ داروں کو مطلع فرمادیں:۔ (ناظر بیت المال)

جلسہ کی تاریخیں

چونکہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو جمعہ ہوگا۔ اور اسی روز دفاتر میں تعطیل ہوگی۔ اس لئے ریلوے والوں نے جو ویک اینڈ کے نام سے رعایت از جمعہ تا منگل جاری کی ہوئی ہے۔ وہ بجائے جمعہ کے جمعرات ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۹ء سے شروع ہوگی۔ اور منگل مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو چونکہ چھٹی ہے۔ اس لئے اس رعایت کا اختتام بجائے منگل کے بدھ یعنی یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو ہوگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی تاریخیں بجائے ۲۶ لغایت ۲۸ر دسمبر کے ۲۷ لغایت ۲۹ر دسمبر مقرر فرمائی ہیں۔ تمام احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ پس آنے والے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی اپنی جگہوں سے ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کی درمیانی شب کے بارہ بجے کے بعد روانہ ہو کر جمعہ کے روز پہلی گاڑی میں امرتسر سے سوار ہو کر سیدھے قادیان آجائیں۔ اور جلسہ میں شریک ہوں۔ (ناظر ضیافت)

ٹکٹ کہاں کا لیا جائے

جلسہ پر آنے والے احباب اپنے ہاں کے سٹیشنوں پر اس بات کے لئے اصرار کریں۔ کہ انہیں قادیان مغلاں کا ٹکٹ دیا جائے بعض ٹکٹ گھر کے بابو از روئے قابل یہ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ قادیان مغلاں کا ٹکٹ نہیں ہے۔ بٹالہ یا امرتسر کا لے لو۔ ایسے سست بابوؤں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔ اور اصرار کرنا چاہئے۔ کہ وہ قادیان مغلاں کا ٹکٹ جاری کر دیں۔ جو بابو ٹکٹ نہ بنائیں ان کی شکایت وہاں کے سٹیشن ماسٹر سے کی جائے۔ اور ہم کو بھی تحریری اطلاع کی جائے ہم یہاں سے ریلوے ایجنٹ کو اس کے متعلق لکھیں گے۔ چونکہ ریل والوں نے ہمارے سٹیشن کا نام "قادیان مغلاں" مقرر کیا ہے اس واسطے اسی نام پر ٹکٹ مانگنا ضروری ہے:۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

جماعت احمدیہ لکھنؤ

چندہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۲۹ء کے متعلق حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی پاک تحریک کو پڑھکر جماعت احمدیہ لکھنؤ نے ایک سو روپیہ اس مد میں روانہ قادیان کئے ہیں۔ اس روپیہ میں جناب مولوی خیر الدین صاحب سیٹھ اور سید ارشد علی و سید ارتضیٰ علی صاحبان مالکان پنجاب سائکل ورکس لکھنؤ کا نہایت نمایاں چندہ تعدادی للغہ شامل ہے۔ حضرت اقدس نے جماعت

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)